﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد20

جمعۃ المبارک24 مئی2013ء

13 رجب 1434 ہجری قمری ❁ 24 ہجرت 1392 ہجری شمسی

شمارہ 21

خلافت علیٰ منہاج نبوت

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا۔ پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ پھر جب اللہ چاہے گا اس کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر سختی والی بادشاہت قائم ہوگی۔ پھر اللہ جب چاہے گا اس کو بھی اٹھا لے گا۔ اس کے بعد ظالمانہ بادشاہت کا دور آئے گا۔ پھر اللہ اس کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر (آخر میں دوبارہ۔ ناقل) نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل 18596)

سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے خلافت کے انعام کے جاری رہنے کا وعدہ ہے۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ نے مختلف حوالوں سے مختلف احکامات کا ذکر کیا ہوا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے جائزے لیتے رہیں کہ کونسے احکام ہیں جن پر ہم عمل کر رہے ہیں اور کونسی باتیں ہیں جن کے کرنے کا ہمیں حکم ہے اور ہماری توجہ نہیں۔

سورۃ نور میں مذکور احکامات کا اجمالی تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح۔

آج ہر احمدی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر مومنین کی اُس جماعت میں شامل ہو گیا ہوں جس کے ساتھ خلافت کا وعدہ ہے، اُس کا فرض بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہمیشہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے چلے جانے کی کوشش کرتا رہے۔

کیا خلافتِ احمدیہ کی سوسالہ تاریخ اس بات کی گواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضل اور احسانات جماعت پر فرمائے ہیں۔ ہر احمدی نے اپنی ذاتی زندگی میں بھی ان فضلوں اور احسانات کا مشاہدہ کیا ہے اور جماعتی طور پر بھی دنیا کی ہر جماعت نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور کر رہی ہے۔

جس طرح ہمارے بڑوں نے جو ابتدائی احمدی تھے، اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال سے احمدیت کے جھنڈے کو بلند رکھا اور خلافت کے خلاف ہر فتنہ کا بھی سر کچل کر رکھ دیا اور جماعت کے خلاف بھی دشمن کی ہر کوشش کے سامنے بنیان مرصوص کی طرح کھڑے ہوگئے اور اپنی قربانیوں کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر دیئے۔ آج ہمارا فرض ہے اور آج ہم نے اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے اس نعمت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی نسلوں میں اس کی اہمیت کو قائم کرنا ہے۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 29 جون 2008ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ
وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ–
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا یہ جلسہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ گزشتہ دو دن کے جلسہ کے پروگرام جن میں علمی اور تربیتی تقاریر بھی تھیں اور میری تقریر اور خطبہ بھی تھا آپ لوگوں میں مثبت اور پاک تبدیلی لانے کا ذریعہ بنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت بھی اُن ترقی کرنے والی اور اخلاص و وفا میں بڑھنے والی جماعتوں میں سے ایک ہے جن کے قدم ہمیشہ آگے بڑھتے ہیں۔ اس لئے جب مَیں یہ کہتا ہوں کہ یہ جلسہ مثبت تبدیلی اور پاک تبدیلی لانے کا ذریعہ ہوگا۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ایک روحانی ماحول میں جمع ہونے سے جہاں صرف اور صرف اللہ اور رسول کی باتیں ہوتی ہوں، دنیا سے کٹ کر مومنین اپنی اصلاح کی کوشش کر رہے ہوں، اللہ تعالیٰ خاص برکت ڈالتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا جلسے کا مقصد بھی یہی تھا کہ دنیا کے جھمیلوں میں ڈوب کر بعض کمزوریاں جو انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں، اُن کمزوریوں کو دُور کریں۔ وہ ایک خاص ماحول کی وجہ سے یہاں جلسہ پر اکٹھا ہونے سے دور ہو جائیں۔ اور پھر ویسے بھی ایک ایسا ماحول جس میں لوگ اللہ تعالیٰ کی خاطر جمع ہو کر اللہ اور رسول کی باتیں کر رہے ہوں اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کا حامل ہوتا ہے۔ فرشتے بھی ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور اُنہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے، جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اُس مجلس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا اُن کے سایۂ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اُٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے، کہ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللّسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! انہوں نے تیری جنت تو نہیں دیکھی۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان کی کیا کیفیت ہوگی جب وہ میری جنت دیکھ لیں گے۔ فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے اُن کی کیا حالت ہوگی اگر وہ میری آگ دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے ہیں۔ اس پر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں نے اُنہیں بخش دیا۔ اور اُنہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور مَیں نے اُن کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اُن میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا۔ وہ وہاں سے گزرا اور

اُن کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر وہاں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل حدیث نمبر 6408)

پس یہ ماحول جو جلسہ کا ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ الٰہی جلسہ ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے جو ایمان میں بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہیں، اُنہیں ایمان میں بڑھانے والا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہے۔ جو کمزور ایمان ہیں اُن کے ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے والا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی بخشش اور پناہ کی نظر کسی پر پڑتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی جنتوں کی بشارت کا اعلان فرماتا ہے تو ایک پاک اور مثبت تبدیلی کی طرف اُس کے قدم اُٹھنے لگتے ہیں۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھنی چاہئے اور اُس کے حضور یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہماری یہ مجلس اُس مجلس میں شمار ہو جائے جس کے شاملین کو اللہ تعالیٰ آگ سے پناہ دیتا ہے، جن کو جنت کی بشارت دیتا ہے اور جس مجلس کی برکت سے راہ چلتوں کی بخشش کے سامان بھی ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ان جلسوں اور مجالس میں خدا تعالیٰ کی تائید کا پتہ جہاں اپنوں میں پاک اور مثبت تبدیلی کے اظہار سے چلتا ہے وہاں غیروں کے تاثرات بھی اس بات کی تائید کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہے، اُس کے فرشتوں کی موجودگی ہمارے لئے تسکین کا باعث بن رہی ہے۔ کل ہی یہاں خواتین کے جلسے میں ایک غیر عورت نے غالباً لوکل عیسائی تھی، میری اہلیہ کو بتایا کہ تمہارے ماحول اور تمہاری عبادت کے طریق نے دل پر ایک عجیب اثر کیا ہے۔ عبادتیں تو ہم بھی کرتے ہیں لیکن ایسا متاثر کن نظارہ میں نے پہلے کہیں نہیں دیکھا۔ یہ نظارے دنیا میں ہر جگہ ہمیں نظر آتے ہیں۔ گزشتہ دنوں میں نے جب افریقہ کا دورہ کیا تو وہاں کا نظارہ دیکھ کر خاص طور پر گھانا کے جلسہ کے نظارے دیکھ کر کئی لوگوں نے مجھے لکھا کہ یہ دیکھ کر ہمیں شرم بھی آئی کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی عبادت اور ذکر اور جلسہ کی برکات سے فیضیاب ہونے کے لئے یہ لوگ کوشاں تھے اور اس بات نے ہمارے اندر بھی تبدیلی پیدا کی اور ہم بھی کوشش کریں گے کہ ایمان اور اخلاص میں بڑھیں۔ تو آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی برکات سے مثبت تبدیلیاں صرف اُس مجلس میں نہیں آ رہی ہوتیں بلکہ ایم ٹی اے کا جو انعام خدا تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے اُس کے ذریعہ دوسرے ملکوں میں بیٹھے ہوئے احمدی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو اترتا دیکھ کر اپنے اندر مثبت تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض لِلّٰہ اپنے ماننے والوں کو جمع کرنے کا جو اہتمام فرمایا اس کی برکات آج تک ہم دیکھ رہے ہیں اور جب تک محض لِلّٰہ ہم جمع ہوتے رہیں گے، ان برکات کو نازل ہوتے ہم دیکھتے رہیں گے اور پاک اور مثبت تبدیلیاں ہم اپنے اندر محسوس کریں گے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہمیشہ اُن لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے رہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم مقصد کو پورا کرنے والے ہوں تا کہ ہم ہمیشہ اُن لوگوں میں شامل رہیں جو ہمیشہ آپ کی دعاؤں سے وافر حصہ پانے والے ہوں۔ اور یہ کون لوگ ہیں جو آپؑ کی دعاؤں سے حصہ پائیں گے؟ وہ کون لوگ ہیں جو جلسہ کی برکات سے حصہ پائیں گے؟ یہ وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اُس کی جنتوں کے حصول کے لئے اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال کے معیار بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنی زبانوں کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس مَیں امید کرتا ہوں کہ میرے خطبہ اور کل عورتوں میں جو مَیں نے باتیں کیں، اُن سے ہر شامل ہونے والے نے اپنے اندر اُن معیاروں کو حاصل کرنے کے لئے کوشش بھی کی ہوگی، دعا بھی کی ہوگی اور یہ عہد بھی دہراتے رہے ہوں گے کہ ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمیشہ اُن معیاروں کی تلاش میں رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے ہیں اور جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہم سے کی ہے۔ آپؑ ہمیں عبادت اور اعمالِ صالحہ کے معیار اونچا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بار بار اس درد سے ہمیں تلقین فرماتے رہے جس کا تحریر میں، آپ کی کتب میں ذکر ملتا ہے کہ اگر ایک حقیقی احمدی اس درد کو محسوس کرے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اُس کا ہر دن اُسے نیکی میں بڑھانے والا نہ ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اُسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مَیں اگرچہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے البتہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)۔ (یعنی یاد رکھو کہ اللہ یقیناً اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ کا طریق اختیار کیا اور جو نیکیاں کرنے والے ہیں۔) فرماتے ہیں’’ خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اُس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے، برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔ انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اُسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اُس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 455۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس دیکھیں کتنا درد ہے ان الفاظ میں، ایک غم اور شدید غم کی کیفیت کا اظہار ہو رہا ہے کہ بیعت کر کے میری طرف منسوب ہو کر پھر عملی کمزوری دکھانا یا اعتقادی کمزوری دکھانا یہ تو مناسب نہیں۔ عملی کمزوری ایسی ہے جو عموماً لوگ دکھا جاتے ہیں اور اس کو نہیں سمجھتے کہ عملی کمزوری کیا ہے؟ یہ حقوق اللہ کا کماحقہٗ ادا نہ کرنا ہے۔ حقوق العباد کا ادا نہ کرنا بھی ہے۔ فرمایا کہ روزانہ کی ڈائری لکھو، اُس میں دیکھو کہ کیا نیکیاں کی ہیں اور کیا برائیاں کیں۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف کیا کوشش کی ہے اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف کیا کوشش کی ہے۔ پھر دوسرے اعمال ہیں جن کی ایک فہرست ہے جو قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائی۔ اور جہاں خدا تعالیٰ نے خلافت کے وعدہ کا ذکر فرمایا ہے وہاں ان اعمالِ صالحہ کے بجالانے کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک حقیقی مومن کی بعض خوبیوں اور خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’صفاتِ حسنہ اور اخلاقِ فاضلہ کے دو ہی حصے ہیں اور وہی قرآنِ شریف کی پاک تعلیم کا خلاصہ اور لُبِّ لُباب ہیں۔

اوّل یہ کہ حق اللہ کے ادا کرنے میں عبادت کرنا۔ فسق و فجور سے بچنا اور کُل محرماتِ الٰہی سے پرہیز کرنا اور اوامر کی تعمیل میں کمربستہ رہنا۔

دوم یہ کہ حق العباد ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور بنی نوع انسان سے نیکی کرے۔ بنی نوع انسان کے حقوق بجا نہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں، بڑے خطرے میں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستّار ہے، غفّار ہے، رحیم ہے اور حلیم ہے اور معاف کرنے والا ہے۔ اُس کی عادت ہے کہ اکثر معاف کر دیتا ہے۔ مگر بندہ (انسان) کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ کبھی کسی کو کم ہی معاف کرتا ہے۔ پس اگر انسان اپنے حقوق معاف نہ کرے تو پھر وہ شخص جس نے انسانی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو یا ظلم کیا ہو، خواہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں کوشاں ہی ہو اور نماز، روزہ وغیرہ احکامِ شرعیہ کی پابندی کرتا ہی ہو مگر حق العباد کی پروا نہ کرنے کی وجہ سے اُس کے اَور اعمال بھی حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔

غرض مومن حقیقی وہی ہے جو حق اللہ اور حق العباد دونوں کو پورے التزام اور احتیاط سے بجا لاوے۔ جو دونوں پہلوؤں کو پوری طرح سے مدّنظر رکھ کر اعمال بجالاتا ہے وہی ہے کہ پورے قرآن پر عمل کرتا ہے ورنہ نصف قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ مگر یہ ہر دو قسم کے اعمال انسانی طاقت میں نہیں کہ بزورِ بازو اور اپنی طاقت سے بجالانے پر قادر ہو سکے۔ انسان نفسِ امّارہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور توفیق اُس کے شاملِ حال نہ ہو، کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ دعائیں کرتا رہے تا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے نیکی پر قدرت دی جاوے اور نفسِ امّارہ کی قیدوں سے رہائی عطا کی جاوے۔ یہ انسان کا سخت دشمن ہے۔ اگر نفسِ امّارہ نہ ہوتا تو شیطان بھی نہ ہوتا۔ یہ انسان کا اندرونی دشمن اور مارِ آستین ہے۔ اور شیطان بیرونی دشمن ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب چور کسی کے مکان میں نقب زنی کرتا ہے تو کسی گھر کے بھیدی اور واقف کار سے پہلے سازش کرنی ضروری ہوتی ہے۔ بیرونی چور بجز اندرونی بھیدی کی سازش کے کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہی وجہ ہے کہ شیطان بیرونی دشمن، نفسِ امّارہ اندرونی دشمن اور گھر کے بھیدی سے سازش کر کے ہی انسان کے متاعِ ایمان میں نقب زنی کرتا ہے اور نورِ ایمان کو غارت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِی اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ (یوسف:54) یعنی مَیں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتا اور اُس کی طرف سے مطمئن نہیں کہ نفس پاک ہو گیا ہے بلکہ یہ تو شریر الحکومت ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 257۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

تو یہ ہے ایک عمومی تصویر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مومن کے فرائض کی کھینچی ہے۔ اُن مومنین کی جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والے ہیں، اُس کے انعام سے فیض پانے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو اقتباس مَیں نے پڑھا اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بنیادی احکامات جو قرآنِ کریم میں بیان ہوئے ہیں وہ دو ہیں اور باقی اُن احکامات کی تفسیر ہے۔ پہلا حق جو بیان ہوا وہ خدا تعالیٰ کا حق ہے اور اُس میں سب سے اول ایک خدا کی عبادت کرنا ہے اور اُس کی عبادت کا حق ادا کرتے ہوئے عبادت کرنا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے جمعہ کے خطبہ میں اس کی تفصیل بھی بیان کی تھی کہ عبادت کا حق نمازوں میں ہے اور پانچ وقت توجہ سے نمازوں کی ادائیگی سے ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ فسق و فجور سے بچے۔ فسق کا مطلب یہ ہے کہ جو سیدھے راستہ سے دور ہو جائے، اطاعت سے باہر نکل جائے۔ حق کو قبول کر کے اُسے چھوڑ دینے والا فاسق کہلاتا ہے۔ پس نبی کی بیعت میں آ کر پھر اُس سے نکل جانے والا فاسق ہے۔ یا بیعت کا دعویٰ کر کے پھر اُن شرائط کی پابندی نہ کرنا جن پر بیعت کی تھی وہ بھی فاسق ہے۔ اور ایسا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا حق نہ ادا کرنے والا ہے۔ اور فاجر اور بدکار جو اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے وہ بھی اللہ کا حق نہ ادا کرنے والا ہے۔ اور اس کے علاوہ جتنے بھی محرمات اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں اُن سے نہ بچنے والا اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کرنے والا ہے۔ ارکانِ ایمان اور ارکانِ اسلام پر عمل نہ کرنے والا خدا تعالیٰ کا حق ادا نہ کرنے والا ہے۔

دوسرا حق جو خدا تعالیٰ نے فرض کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق ہے۔ اُن کو نہ ادا کرنے والا مومن نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے اُن انعاموں سے فیض پا سکتا ہے جو ایک مومن کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اور اس بارے میں ایک بہت ہی اہم بات جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی کہ اگر بندوں کا حق ادا نہیں کر رہے تو حقوق اللہ کی ادائیگی بھی فائدہ نہیں دے گی اور نمازیں اور دوسری نیکیاں بھی ضائع ہو جائیں گی۔

پس یہ اسلام کی ایک حسین تعلیم ہے۔ دنیا میں امن و سکون اور محبت اور پیار کی فضا پیدا کرنے کی ایک حسین تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کے بیشمار حق قرآنِ کریم میں بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً نیکی کی بات کا حکم دینا۔ برائی کی باتوں سے روکنا۔ لوگوں سے نرمی اور پیار سے بات کرنا۔ رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرنا۔ غریبوں کی دیکھ بھال کرنا۔ مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کا خیال رکھنا۔ اپنی امانتوں اور عہدوں کی حفاظت کرنا۔ ابھی امیر صاحب نے بھی ایک عہد دوہرایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ اس عہد کی پابندی کرنے والے ہوں۔ اپنے نفس کی قربانی کر کے دوسروں کی تکلیف دور کرنا۔ عاجزی اور انکساری سے دوسروں سے پیش آنا۔ بدظنیوں سے بچنا تا کہ فساد دور ہوں۔ ہمیشہ سچائی کو اپنا شعار بنانا اور جھوٹ سے نفرت کیونکہ جھوٹ خدا تعالیٰ سے دور کرتا ہے۔ ہمیشہ شکرگزاری کے جذبات سے لبریز ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا بھی شکرگزار رہنا اور بندوں کا بھی شکرگزار رہنا۔ کوئی فائدہ کسی سے پہنچے تو اُس کی شکرگزاری کرنا یہ ایک مسلمان اور مومن کی نشانی ہے۔ اگر اصلاح معاف کرنے سے ہو سکتی ہو تو معاف کرنا اور غصہ کو دبانا۔ ہر برائی کا بدلہ لینا ایک مومن کا کام نہیں ہے۔ مومن کا کام ہے اصلاح کرنا۔ اگر سزا کے بغیر اصلاح ہو سکتی ہے، اگر کوئی عادی مجرم نہیں ہے تو پھر اُس کو معاف کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے اُس کی اصلاح ہو گی۔ صبر اور وسعتِ حوصلہ کا مظاہرہ کرنا یہ بھی ایک مومن کی بڑی نشانی ہے۔ عدل اور انصاف کا دامن کبھی نہ چھوڑنا، یہاں تک فرمایا کہ اگر اپنوں کے خلاف بھی تمہیں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے گواہی دینی پڑے تو گواہی دو، کجا یہ کہ انصاف کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے۔ بلکہ پھر فرمایا کہ دوسرے سے اس سے بڑھ کر سلوک

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر248

مکرمہ غزلان الباش عالم صاحبہ (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرمہ غزلان الباش عالم صاحبہ کے ایم ٹی اے سے تعارف تک کے حالات کا ذکر کیا تھا جسے دیکھ کر وہ یہ سمجھی تھیں کہ یہ ایک نیا فرقہ ہے جو مسلمانوں کی مزید تقسیم کے مترادف ہے لہذا یہ سوچ کر انہوں نے چینل بدل لیا تھا۔اس قسط میں آگے کی کہانی ملاحظہ فرمائیں۔وہ بیان کرتی ہیں:

المہدی

میں نے ایم ٹی اے دیکھنے سے قبل جماعت احمدیہ کا نام تک نہیں سنا تھا نہ ہی یہ پتہ تھا کہ دنیا میں کوئی جماعت ایسی بھی ہے جو یہ مانتی ہے کہ امام مہدی آچکے ہیں۔لیکن ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد میرے ذہن میں جماعت کے خلاف شدید جذبات پیدا ہوگئے تھے کیونکہ میں اسے مسلمانوں کے تفرقہ میں مزید اضافہ کا باعث سمجھی تھی۔

بہرحال جب رات کو سوئی تو خواب میں ایک نوجوان کو دیکھا جس کا نام ’’المہدی‘‘ تھا۔یہ نوجوان تین سال قبل میرے ساتھ ایک کمپنی میں کام کرتا تھا۔جب نماز فجر پر جاگی تو مجھے اس خواب میں سے صرف ’’المہدی‘‘ نام ہی یادرہا۔اور میں کچھ سمجھ نہ سکی۔نماز فجر کے بعد جب دوبارہ کچھ دیر کے لئے سوئی تو پھر وہی خواب دیکھا اور پھر اس خواب سے جاگنے پر جو کچھ مجھے یادرہا وہ صرف ’’المہدی‘‘ کا نام تھا۔میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ میں نے اس طرح کی ایک خواب دیکھی ہے جس کا مضمون تو مجھے یاد نہیں ہاں یہ کہہ سکتی ہوں کہ ایک نام یعنی ’’المہدی‘‘ شام سے لے کر صبح تک میری خوابوں میں رہا ہے۔میری والدہ صاحبہ نے ازراہِ مذاق کہا کہ پھر یہ تو اس چینل کی صداقت پر نشان کے مترادف ہے جن کا یہ دعویٰ ہے کہ امام مہدی آگئے ہیں۔میں نے بھی اس وقت بات کو مذاق میں ٹال دیا لیکن بعد کے واقعات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جسے ہم مذاق سمجھ رہے تھے وہ دراصل حق اور سچ تھا۔

ظاہری طور پر ایم ٹی اے کی مخالفت کے باوجود اس خواب کے بعد نہ جانے کیوں میرے اندر اس چینل کو دوبارہ دیکھنے کی خواہش شوق کی تمام حدیں پار کرگئی۔مجبوراً میں نے ٹی وی کھولا اور ایم ٹی اے ڈھونڈ کر دیکھنے لگی۔اس وقت اس پر پروگرام ’’الحوار المباشر‘‘ چل رہا تھا اور عیسائیوں کے ساتھ بحث جاری تھی۔نہایت اعلیٰ درجے کے ادب وآداب کے نگینوں سے مرصّع اور قاطع دلائل سے آراستہ یہ بحث مجھے بہت اچھی لگی۔اس پروگرام نے جماعت کے بارہ میں میرا تأثر یکسر بدل دیا۔مجھے الحوار المباشر کے شرکاء کو دیکھ کر فخر محسوس ہو رہا تھا کہ خدا کے فضل سے مسلمانوں میں ایسے علماء بھی موجود ہیں جنہوں نے بائبل کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہوا ہے اور انہیں دیگر مذاہب کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے بحث کرنے کا ملکہ بھی عطا ہوا ہے۔

سحرانگیز رؤیا

مجھے عموماً خوابیں کم ہی آتی تھیں لیکن احمدیت سے تعارف کے بعد تو جیسے خدا تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی کے لئے رؤیائے صالحہ کا ایک دروازہ کھل گیا۔میں نے اسی رات ایک نہایت مسحورکن رؤیا دیکھا اور بیداری پر یہ رؤیا مجھے یاد بھی رہا۔مَیں نے دیکھا کہ میں ایک ٹرین میں سوار ہوں اور مجھے کچھ خبر نہیں کہ وہ کس طرف جارہی ہے۔میں ٹرین میں سوار بعض اور لوگوں سے پوچھتی ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ کسی کو بھی میری زبان کی سمجھ نہیں آتی۔میں جتنی زبانیں جانتی تھی سب بول کر لوگوں سے کلام کرنا چاہتی ہوں لیکن کسی کو میری بات کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔بالآخر ایک عورت دو تین انگریزی کے الفاظ جوڑ جاڑ کر مجھے سمجھاتی ہے کہ یہ قافلہ مکہ مکرمہ کی طرف جارہا ہے اور اگلا سٹیشن آخری سٹاپ ہے جہاں سب اتر جائیں گے۔میں اس کی بات سے نہایت متعجب ہوکر پوچھتی ہوں کہ کیا ہم مکہ جارہے ہیں؟ کیا ہم حج کرنے جارہے ہیں؟ لیکن مجھے تو حج کا طریق ہی نہیں آتا اور میں تو اس کے لئے تیار بھی نہیں ہوں۔میرے ان سوالوں کا جواب دینے کی بجائے وہ عورت مجھے دو کتابیں دیتی ہے اور اشاروں سے مجھے کہتی ہے کہ ایک تمہارے لئے ہے اور دوسری تمہاری والدہ کے لئے۔میں ابھی اسی حیرت میں ہی ڈوبی ہوتی ہوں کہ اتنے میں قافلہ رک جاتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ آخری سٹیشن آگیا ہے۔سب اتر جاتے ہیں اور میں بھی حیرت وتعجب کی تصویر بنے جب ٹرین سے اترتی ہوں تو کیا دیکھتی ہوں کہ ہم درحقیقت مکۃ المکرّمہ میں موجود ہیں اور کعبہ ہمارے سامنے ہے۔یہاں اچانک منظر بدلتا ہے اور میں دیکھتی ہوں کہ میں کعبہ شریف کا طواف کررہی ہوں اور میں کعبہ کے بہت قریب پہنچ گئی ہوں۔میں کہتی ہوں کہ اس سال تین ماہ قبل میرے ایک خالہ زاد نے حج کیا تھا اب اگر میں اس کو مبارک باد دیتے ہوئے یہ بتاؤں کہ میں نے بھی اسی سال حج کیا ہے تو نہ اسے اور نہ کسی اور کو اس بات پر یقین آئے گا۔اور حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے خود یقین نہیں آرہا تھا۔

رؤیا کی تعبیر

{علم تعبیر الرؤیا کی کتب میں یہ لکھا ہے کہ کعبہ کو رؤیا میں دیکھنے سے مراد خلیفہ یا وزیر یا رئیس کو دیکھنا اور اس سے ملنا ہے۔نیز جو خواب میں کعبہ دیکھے تو وہ عنقریب یا تو بہت بڑی خیر کے حصول کے لئے کوشاں ہوگا یا اسے پالے گا۔جو یہ دیکھے کہ وہ کعبہ کا طواف کررہا ہے یا کعبہ کی طرف متوجہ ہے تو وہ عنقریب ایسا قدم اٹھانے والا ہے جس میں اس کی دینی ودنیوی فلاح مضمر ہے۔مکرمہ غزلان صاحبہ کی اس کہانی میں مذکور بعد کے واقعات بتاتے ہیں کہ ان کے اس رؤیا میں دراصل خلیفہ وقت سے ملاقات اور اس کی بیعت میں آکر دین ودنیا کی فلاح پانے کی طرف اشارہ تھا۔ (ندیم)}

رؤیا کی عجیب تاثیر

مکرمہ غزلان صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:

صبح ہوتے ہی میں نے اپنی والدہ کو تمام رؤیا سنایا۔

لیکن اس رؤیا کا میرے دل ودماغ پر ایک ایسا خاص اثر تھا جس سے مغلوب ہوکر میں ایم ٹی اے کو ڈھونڈنے لگی۔لیکن عجیب اتفاق یہ ہوا کہ اسی دن ایم ٹی اے کی نشریات نائل سات سے ختم کردی گئیں۔ مجھے اس چینل کو نہ پاکر جیسے جنون سا ہوگیا۔میں بار بار خود سے یہ سوال کررہی تھی کہ یہ چینل آخر کہاں کھو گیا ہے؟ کل تک تو ہم اسے دیکھ رہے تھے اور آج یہ غائب کیسے ہوگیا؟ میں ابھی تک تو یہی سمجھ رہی تھی کہ ہم سے ایم ٹی اے لگانے میں کوئی غلطی ہورہی ہے۔لہذا میں کبھی والدہ صاحبہ سے پوچھتی کہ آپ نے پہلی دفعہ کیسے لگایا تھا کبھی خود کوشش کرتی لیکن تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔میری والدہ صاحبہ نے بھی اپنی سی کوشش کرکے دیکھ لی لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

روزانہ ہم کئی چینل دیکھتے ہیں اور اگلے دن ان میں سے بعض یا تو ملتے نہیں ہیں یا انکی نشریات ختم ہوجاتی تھیں لیکن کسی چینل کے گم ہوجانے کا اس قدر صدمہ ہمیں کبھی نہ ہوا تھا جتنا ایم ٹی اے کے غائب ہوجانے پر ہوا۔اپنی کوششوں کی ناکامی دیکھ کر میں نے سمجھا کہ شاید ہمارا ٹی وی خراب ہوگیا ہے۔لہذا میں نے اپنا ٹی وی ٹھیک کرنے کے لئے اپنے بھائی کو بلایا جو ہمارے گھر سے کچھ فاصلے پر رہتا تھا۔اس نے آکر دیکھا اور ہمیں بتایا کہ ٹی وی اور ریسیور دونوں بالکل ٹھیک ہیں اور ان پر تمام چینل ٹھیک آرہے ہیں۔اس پر ہم نے اسے ایم ٹی اے کے بارہ میں بتایا تاکہ وہ شاید اسے ڈھونڈ نکالے۔ایم ٹی اے کے بارہ میں ہماری گفتگو کوئی سنتا تو شاید یہی سمجھتا کہ جیسے ہم سالوں سے اس چینل کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ ہم نے اس چینل سے محض دو قصیدے اور ایک الحوار المباشر کا پروگرام دیکھا تھا۔میرا بھائی کہنے لگا کہ مجھے اس چینل کے بارہ میں کچھ علم نہیں ہے تاہم میں اپنے کسی دوست سے پوچھ کر بتاؤں گا۔

بھائی کا موقف اور میرا جواب

میرا بھائی جب اپنے دوستوں وغیرہ سے معلومات لے کر واپس آیا تو وہ کسی قدر بدلا ہوا انسان تھا۔اس کی گفتگو سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے ایم ٹی اے کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کی بجائے اپنے دوستوں سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں غلط معلومات سن کر قبول کرلی ہیں۔وہ کل تک تو جماعت کے بارہ میں کچھ نہ جانتا تھا اور یکایک آج وہ جماعت کا مخالف بن کر ہمارے سامنے کھڑا تھا۔ہماری گفتگو کے بعد اس نے کہا کہ میں اس چینل کو ڈھونڈتا تو ہوں لیکن میری خواہش یہ ہے کہ آپ اس طرح جذباتی ہوکر آن کی آن میں لوگوں سے متاثر نہ ہوا کریں۔یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ کسی فرقہ کا ایک پروگرام آپ کو اچھا لگ گیا تو اس کے لئے آپ اپنا عقیدہ ہی بدلنے کے لئے تیار ہوجاؤ۔اپنا دین اس طرح تو نہیں بدلنا چاہئے۔پھر وہ مجھے علیحدہ لے جاکر کہنے لگا کہ والدہ صاحبہ تمہارے ساتھ رہتی ہیں اور تمہارے خیالات سے متاثر لگتی ہیں۔کیا تم سمجھتی ہو کہ ہماری والدہ نے ساری عمر صوم وصلوٰۃ اور اعمال صالحہ کی جو پابندی کی ہے وہ غلط تھا اور اب آخری عمر میں تم انہیں ہدایت کے راستہ کی طرف لے کر جارہی ہو؟ کیا تم والدہ صاحبہ پر یہ ثابت کرنا چاہتی ہو کہ تمہارے سارے اعمال، تمہارا حج بیت اللہ اور سب نیک نامی غلط تھا اور آج ان کا دامن نیک اعمال سے تہی ہے؟ تم اپنی مرضی کی مالک ہو، لہذا تم اپنے بارہ میں جو چاہے کرتی پھرو، اگر تمہیں اپنی غلطی درست کرنے کا شوق ہے تو شوق سے کرو لیکن والدہ صاحبہ کو اپنے ساتھ نہ گھسیٹو۔کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ تم انہیں غلط راستے کی طرف ہی لے کے جاؤ گی۔

میں نے اسے جواب دیا کہ: ابھی آپ نے کہا ہے کہ ہماری والدہ نے ساری عمر نیکی تقویٰ کی پابندی کرتے ہوئے گزاری ہے۔اب تم ہی مجھے بتاؤ کہ کیا ایسی عورت جس نے تمام عمر اعمال صالحہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی میں گزاری ہو، جو ہر آن اللہ تعالیٰ کے تقرب کی راہوں کی متلاشی رہی ہو، جو ہر وقت خدا سے ڈرتی ہو اور اس سے صراط مستقیم کی ہدایت کی طالب ہو، ایسی دعا گو اور صالح عورت کے بارہ میں آپ یہ تصور کیسے کر بیٹھے ہیں کہ وہ شیطان کے چنگل میں پھنس کر فوراً راستہ بھٹک جائے گی۔اگر ایسا ہوجائے تو یہی ثابت ہوگا کہ اس کے سابقہ اعمال محض دکھاوا تھے۔ایسی عورت جو ہر آن خدا کی ہدایت کی متلاشی رہی ہو اسے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت میں ہی ترقیات ملا کرتی ہیں گمراہی نہیں۔

میری بات سن کر اس سے کوئی جواب تو نہ بَن پڑا اور خاموش ہوگیا لیکن مجھے لگتا تھا کہ اس کے دل میں ابھی بھی میرے خلاف بہت کچھ باقی ہے۔لہذا میں نے اسے کہا کہ میں واقعی اس جماعت اور اس کے عقائد وتفاسیر کے بارہ میں کچھ نہیں جانتی، نہ ہی میں کسی جلد بازی سے کام لینا چاہتی ہوں۔میں عقل ومنطق اور دلیل کی قوت کی قائل ہوں۔لہذا میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں اپنے عقیدہ کو بلاسوچے سمجھے ہرگز تبدیل نہیں کروں گی۔وہ میری اس بات سے مطمئن ہوکر چلا گیا۔جاتے ہوئے میں نے اسے کہا کہ گھر جاکر اس چینل کو ڈھونڈنا اور اگر مل جائے تو ایک بار سن کر دیکھنا پھر ہم اس موضوع پر بات کریں گے۔

الغرض تمام کوششوں کا ایک ہی نتیجہ نکلا اور وہ یہ کہ ہمیں ایم ٹی اے نہ مل سکا۔اس چینل کے بغیر ہمارا ابھی دیگر چینلز سے دل اچاٹ ہوگیا لہذا ہمارے گھر کا ٹی وی اب اکثر بند ہی رہنے لگا۔

جماعت سے رابطہ کا بے نظیر طریق

اس دوران میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ میں الحوار المباشر کے شرکاء کے ساتھ ہوں اور ان سے پوچھتی ہوں کہ: ہم نے تمہارے بارہ میں پہلے کبھی کیوں نہ سنا؟ کیا تم کوئی نئی جماعت ہو؟ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ یہ جماعت نئی نہیں ہے اور اس کے بانی کی وفات پر تقریباً سو سال کا عرصہ گزرا ہے۔جس کے بعد یکے بعد دیگرے چار خلفاء کے زیرسایہ یہ جماعت ترقی کرتی رہی ہے اور اب ہم پانچویں خلیفہ کے عہدِ مبارک میں ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہم عربوں سے ہی اس جماعت کو پہچاننے اور اس میں شامل ہونے میں دیر ہوگئی ہے۔

اس رؤیا کے بعد تو تقریباً ہر روز ہی مجھے جماعت کے بارہ میں کوئی نہ کوئی خواب آتی تھی۔اور ایسے لگتا تھا کہ جیسے ایم ٹی اے سے رابطہ منقطع ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ساتھ رابطہ کا یہ عجیب طریق عطا فرمایا ہے۔ہر خواب پہلی سے زیادہ مؤثر اور جماعت کے بارہ میں سوچنے اور اس کی تلاش کرنے پر ابھارنے والی تھی۔مَیں تقریباً ہر روز ہی جماعت کے بارہ میں معلومات لینے کے لئے باہر جاتی، مختلف مقامات پر لوگوں سے اس کے بارہ میں سوال کرتی لیکن کہیں سے کوئی مفید معلومات نہ مل سکیں۔ بالآخر میں نے انٹرنیٹ کے ذریعہ تلاش شروع کی تو دیکھ کر حیران رہ گئی کہ جماعت کے مراکز تو ساری دنیا میں موجود ہیں نیز مجھے بیلجیئم میں بھی جماعت کا ایڈریس اور فون نمبر مل گیا۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا کا مُحسِن

(حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے موضوع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا خطاب فرمودہ 17 جون 1928ء بمقام قادیان)

(قسط 6)

عمدہ کھانے

پھر عیاش عمدہ کھانوں کا دلدادہ ہوتا ہے۔عیاش لذیذ سے لذیذ اور مقوی سے مقوی کھانے کھاتے ہیں تا کہ شہوت پیدا ہو۔مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا یہ حال تھا کہ جس دن آپ فوت ہوئے اُس دن شام کو آپ کے گھر فاقہ تھا۔بعض اوقات آپ کو بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنا پڑا۔آپ کے پاس جو کچھ آتا اسلام کی ضرورتوں پر خرچ کر دیتے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔بیسیوں وقت ایسے آئے کہ ہمیں کھانے کو کچھ نہ ملا۔کئی وقت ایسے آئے کہ صرف کھجوریں کھا کر گزارہ کیا۔اور کئی وقت ایسے آئے کہ صرف پانی پی کر وقت گزارا۔جس شخص کے کھانے پینے کی یہ حالت ہو اُسے کون عیاش کہہ سکتا ہے۔

عمدہ سامان

پھر عیاشی کے لیے عمدہ سامان جمع کئے جاتے ہیں تا کہ عیاشی میں لذت پیدا ہو۔مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کا یہ حال تھا کہ بعض گھروں میں صرف بھیڑ بکری کی ایک کھال تھی جس پر میاں بیوی اکٹھے سو رہتے تھے۔چنانچہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ہمارے گھر میں ایک ہی بستر تھا اور ہمیں اکٹھے سونا پڑتا۔جب رات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے اٹھتے تو اُسی بچھونے پر نماز پڑھتے اور مجھے اپنی ٹانگیں اکٹھی کر لینی پڑتیں۔

باکرہ عورتیں

پھر عیاش باکرہ عورتوں کا دلدادہ ہوتا ہے۔مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے با اختیار بادشاہ ہونے کی حالت میں کسی باکرہ سے شادی نہ کی۔ہاں مکہ میں ایک باکرہ حضرت عائشہؓ سے شادی کی۔مگر جب صاحب اختیار ہوئے تو ایک بھی نکاح کسی باکرہ سے نہ کیا۔اگر آپ عیش پسند ہوتے تو کیا آپ باکرہ عورتوں سے شادی نہ کر سکتے؟ کئی باکرہ عورتوں نے اپنے آپ کو نکاح کے لیے پیش بھی کیا مگر آپ نے کسی سے نکاح نہ کیا بلکہ ان کا نکاح دوسروں سے کرا دیا۔

حسین عورت کی تلاش

پھر عیاش انسان پہلی عورت سے زیادہ حسین تلاش کرتا ہے جو پہلی عورتوں سے زیادہ اس کی شہوات کو پورا کر سکے۔مگر سب اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے درجہ کی آپ کی کوئی بھی بیوی نہ تھی۔اگر آپ نَعُوْذُ بِاللّٰہ عیاش ہوتے تو جو نکاح آپ نے بعد میں کئے وہ زیادہ حسین عورتوں سے کرتے۔مگر ارونگ (IRVING) جیسا دشمن بھی آپ کے متعلق لکھتا ہے:

"Upon this wife, thus chosen in the very Blossom of her years, the Prophet doted more passionately than upon any of those whom he subsequently married.

(Mohammed And His Successors By washington Irving Vol:1,P:106 ABI Prints Publishing Co, New Delhi.)

یعنی اس طرح چُنی ہوئی یہ بیوی (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جس سے آپ نے اس کے عنفوان شباب میں بیاہ کیا ہے ایسی تھی کہ جس پر نبی اپنی تمام دوسری بیبیوں سے جو بعد میں بیاہی گئیں فریفتہ تھا۔

یہ ایک دشمن اور سخت دشمن کی شہادت ہے۔اگر نَعُوْذُ بِاللّٰہ آپ عیاش ہوتے تو آپ عائشہؓ کے بعد ان سے زیادہ خوبصورت نہایت نوجوانی کی عمر کی بیویوں کو تلاش کرتے۔مگر آپ نے ایسا نہیں کیا اور ایسی عورتوں سے شادی کی جو عائشہؓ کا مقابلہ اپنی عمر اور اپنی ظاہری خوبی کے لحاظ سے نہیں کر سکیں۔اور ایسی حالت میں شادی کی جب کہ آپ عائشہؓ کے والد کے اخلاص اور خود اُن کے زہد اور تقویٰ کی وجہ سے عائشہؓ سے کمال محبت رکھتے تھے۔کیا یہ عیاشی کہلا سکتی ہے؟

مزامیر

پھر عیاشی کے لیے مزامیر ضروری ہوتے ہیں۔مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرما دیا ہے کہ یہ شیطانی آلے ہیں۔یاد رکھو کہ ایسے لوگ تو ہو سکتے ہیں جو عیاش نہ ہوں اور باجے سنیں مگر کوئی ایسا عیاش نہیں ہو سکتا جو مزامیر نہ سنتا ہو۔مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ انسان تھے جو مزامیر کو مٹانے والے تھے۔اگر آپ نَعُوْذُ بِاللّٰہ عیاش ہوتے تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ ایسا کرتے۔

عورتوں کی خواہشوں کی پابندی

پھر عیاش انسان عورتوں کی خواہشوں کا پابند ہوتا ہے۔مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب خیبر کا علاقہ فتح ہوا اور وہاں کے ٹیکس کی ایک معقول رقم آنے لگی اور مسلمانوں کے گھروں میں دولت اور فراوانی آ گئی تو آپ کی بیویوں نے بھی جن میں سے اکثر آسودہ حال گھرانوں کی لڑکیاں تھیں خواہش کی کہ ہم بہت تنگی میں گزارہ کرتی ہیں۔اُس وقت تو ہم نے اس وجہ سے کچھ نہیں کہا کہ روپیہ تھا ہی نہیں۔لیکن اب جب کہ روپیہ آ گیا ہے اور سب لوگوں کو حصہ ملا ہے ہماری آسودگی کا بھی انتظام ہونا چاہیے اور اِس تنگ زندگی سے ہمیں بچانا چاہیے۔تو اس خواہش کے جواب میں وہ انسان جسے کہا جاتا ہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ عیاش تھا اور عورتوں کی صحبت میں اس نے عمر گزاری جو جواب دیتا ہے اُس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں آیا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحاً جَمِيْلاً۔

وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْراً عَظِيْماً۔

(الاحزاب:30,29)

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔اے نبی! ان بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کے مال اور زینت کے سامان کی خواہش رکھتی ہو تو آؤ تم کو مال دے دیتا ہوں۔مگر اس حالت میں تم میری بیویاں نہیں رہ سکتیں۔مال لے کر تم مجھ سے جدا ہو جاؤ۔لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی محبت رکھتی ہو اور آخرت کی بھلائی چاہتی ہو تو پھر ان اموال کا مطالبہ نہ کرو۔اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ان کے لئے جو پوری طرح خدا کے احکام کی پابندی کرنے والیاں ہوں گی بہت بڑے اجر مقرر کر چھوڑے ہیں۔

اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ میری زوجیت یا میری موجودگی میں تم کو مال نہیں مل سکتا۔اگر میری زندگی میں مال لینا چاہتی ہو تو طلاق لے لو اور الگ ہو جاؤ کہ میری دینی ذمہ داریاں مالداروں کی زندگی کی برداشت نہیں کر سکتیں۔لیکن اگر تم اس وقت صبر سے کام لو اور میرے ساتھ مل کر خدمت دین کو ترجیح دو تو پھر بھی تم کو مال مل جائے گا مگر میری وفات کے بعد ملے گا۔میری موجودگی میں نہیں۔چنانچہ آپ کی بیویوں کو مال ملے اور بہت ملے مگر آپ کی وفات کے بعد۔اب دیکھو کہ اس طرح عورتوں کی خواہشات کو ٹھکرا دینے والا کیا عیاش کہلا سکتا ہے؟ اور کیا کوئی عیاش اپنی بیویوں کی مال و زینت کی خواہش سن کر انہیں کہہ سکتا ہے کہ زینت کے سامان چاہئیں تو طلاق لے لو؟

عورتوں میں بے انصافی

پھر عیاش انسان عورتوں میں بے انصافی کرتا ہے۔جسے خوبصورت سمجھے اُس کی طرف زیادہ رغبت رکھتا ہے اور باقیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب آپ بیمار ہوئے تو اس حالت میں بھی دوسروں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اُس بیوی کے ہاں چلے جاتے جس کی باری ہوتی۔وفات کے تین دن قبل تک ایسا ہی کرتے رہے۔حتیٰ کہ آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت فاطمہؓ رو پڑیں اور آپ کی بیویوں نے بھی کہا کہ آپ ایک جگہ ٹھہر جائیے۔ہم بخوشی اس کی اجازت دیتی ہیں۔تب آپ ایک جگہ ٹھہر گئے۔جو انسان بیویوں میں انصاف کرنے کا اس قدر پابند ہو کہ مرض الموت میں بھی دوسرے کے کندھوں کا سہارا لے کر ان کے ہاں باری باری جاتا ہو اسے کون عیاش کہہ سکتا ہے۔

عورتوں میں زیادہ وقت صرف کرنا

پھر عیاش اپنا زیادہ وقت عورتوں کی صحبت میں گزارتا ہے۔مگر آپ کی یہ حالت تھی کہ صبح سے شام تک باہر رہتے اور رات کو جب گھر جاتے تو کھانا کھا کر لیٹ جاتے اور پھر رات کو اُٹھ کر عبادت کرتے۔اس طرح بندھے ہوئے اوقات میں آپ کو عیاشی کے لیے کونسا وقت ملتا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کی غرض

پس آپ کی کئی بیویوں کو دیکھ کر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہ آپ عیاش تھے۔دیکھنا یہ چاہیے کہ کس غرض کو مدنظر رکھ کر آپ نے شادیاں کیں۔خدا کے لئے یا اپنے نفس کے لیے؟ اگر خدا کے لئے کیں تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ کا زیادہ بیویاں کرنا عیاشی کی دلیل ہے۔میں ثابت کر چکا ہوں کہ آپ کا ایک سے زیادہ بیویاں کرنا نفس کی خواہشات کے لئے نہ تھا۔کیونکہ انہیں تو آپ نے پورا نہیں کیا۔اس کی وجہ کوئی اور تھی۔اور وہ یہ تھی کہ آپ ایک ایسی قوم میں مبعوث ہوئے تھے جس کے مرد اور عورتیں سب شریعت سے بے خبر تھے۔اس قوم میں آپ نے شریعت کو رائج کرنا تھا۔پس آپ نے مختلف خاندانوں کی عورتوں سے شادیاں کیں تا کہ وہ دین کے اُس حصہ کو جو عورتوں سے تعلق رکھتا ہے سیکھ کر اپنی ہم جنسوں کو تعلیم دیں۔اور یہ ایک محض لِلّٰہی غرض تھی۔اور آپ کا زیادہ شادیاں کرنا اور ان میں انصاف قائم رکھنا ایک بہت بڑی قربانی تھا نہ کہ عیاشی۔

اور اب جب کہ میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ جس رنگ میں آپ نے عورتوں سے معاملہ کیا ہے وہ عیاشی نہیں بلکہ قربانی ہے۔تو یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ جب کہ آپ نے اپنی امت کے انہی لوگوں کو ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت دی ہے جو آپ کی طرح عورتوں سے معاملہ کر سکیں تو اس حکم سے کسی ظلم کی بنیاد نہیں پڑی۔بلکہ دینوی ترقی کے لیے ایک بہت بڑی قربانی اور ملک کی اخلاقی درستی کے لیے ایک بہت بڑی تدبیر کے لیے دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔

غلامی

باقی رہا غلامی کا اعتراض۔اس کے متعلق مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ایک علمی مسئلہ ہے اور بہت سے پہلوؤں پر بحث کا محتاج ہے۔پس میں ایک صاف اور سیدھا طریق اس مسئلہ کے حل کرنے کے لیے اختیار کرتا ہوں۔کہا جاتا ہے کہ آپ نے غلامی کو رائج کر کے دنیا پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ آؤ آپ کی زندگی پر غور کر کے دیکھ لیں کہ کیا آپ غلاموں کے حامی تھے یا غلامی کے حامی؟ اور یہ بھی کہ غلام آپ کے دوست تھے یا آپ کے دشمن؟ کیونکہ ہر ایک قوم اپنے فوائد کو دوسروں کی نسبت زیادہ سمجھ سکتی ہے۔پہلی بات کو معلوم کرنے کے لیے میں آپ کی جوانی کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔جب آپ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی ہے اُس وقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی اور اس عمر میں انسان کا دماغ حکومت کے خیالات سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔حضرت خدیجہؓ نے شادی کے بعد اپنا سب مال اور اپنے سب غلام آپ کے سپرد کر دیئے۔اور آپ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے سب غلاموں کو آزاد کر دیا۔اب بتاؤ کہ یہ شخص جس نے جوانی کے ایام میں دولت ہاتھ آتے ہی یہ کام کیا یہ غلامی کا حامی کہلا سکتا ہے یا غلاموں کا۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے بنیادی شرط تقویٰ رکھی ہے۔اس بارہ میں بیشمار آیات قرآن کریم میں ہیں جن میں تقویٰ اختیار کرو،تقویٰ پر قائم رہو کی تلقین مختلف حوالوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

تقویٰ کی جو تعریف یا مختصر الفاظ میں خلاصہ جو قرآنِ کریم سے ہمیں ملتا ہے، وہ یہ لیا جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہوئے، خدا تعالیٰ کو واحد و یگانہ اور سب طاقتوں کا منبع سمجھتے ہوئے اُس کے حقوق ادا کرنا اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اُس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرنا ہے۔

تقویٰ پر چلنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے انعامات کو حاصل کرنے والا بن سکتا ہے۔

جماعت کی ایک اچھی تعداد یقیناً تقویٰ پر چلنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں کی بھی ہے۔لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھ کر ہم میں سے ہر ایک وہ معیارِ تقویٰ حاصل کرے، خدا تعالیٰ کا وہ قرب ہمیں حاصل ہو جو ایک حقیقی مسلمان کو ہونا چاہئے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تقویٰ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کی تاکیدی نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03 مئی 2013ء بمطابق 03 ہجرت 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

یٰٓاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوااللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ وَاتَّقُوْااللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوْااللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ۔ اُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(سورۃ الحشر 19۔20)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا۔یہی بدکردار لوگ ہیں، فاسق لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے بنیادی شرط تقویٰ رکھی ہے۔اس بارے میں قرآنِ کریم میں بیشمار آیات ہیں جن میں تقویٰ اختیار کرو، تقویٰ پر قائم رہو کی تلقین مختلف حوالوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے، مختلف احکامات دیئے ہیں۔اور ان احکامات پر عمل کرنے والوں کو تقویٰ پر چلنے والا یا متقی کہا ہے۔اور عمل نہ کرنے والوں کو اُن کے انجام سے خوف دلایا۔

تقویٰ کیا ہے؟ اس کی جو تعریف یا مختصر الفاظ میں خلاصہ جو قرآنِ کریم سے ہمیں ملتا ہے، وہ یہ لیا جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہوئے، خدا تعالیٰ کو واحد و یگانہ اور سب طاقتوں کا منبع سمجھتے ہوئے اُس کے حقوق ادا کرنا اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اُس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

’’خدا تعالیٰ کی اَمانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں، جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں، ان کو جہاں تک طاقت ہو، ٹھیک ٹھیک محلِّ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبّہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا، یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے‘‘۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 210-209)

پس یہ وہ معیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بیان فرمایا اور اس کی ہم سے توقع بھی کی۔ چند جمعے پہلے بھی میں نے امانتوں اور عہدوں کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ان کی ادائیگی ایمان سے وابستہ ہے اور عہدیداروں کے حوالے سے باتیں ہوئی تھیں۔ آج میں اس کی کچھ مزید بات کرتا ہوں۔

آج کے اس دور میں ایمان لانے والوں میں سے احمدی وہ خوش قسمت ہیں جن کو اس باریکی سے خدا تعالیٰ سے تعلق کی طرف توجہ دلائی گئی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پر احسان ہے کہ کھول کھول کر اُن اعلیٰ مدارج کے راستے دکھاتے ہیں جن سے ایک مومن خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ یقیناً ہر انسان کا معیار، نیکی کا معیار بھی، فراست کا معیار بھی، سمجھ کا معیار بھی، علم کا معیار بھی مختلف ہوتا ہے، ہر ایک کا معیار ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر ایک کو یہ حکم ہے کہ اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کی انتہا تک اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد اور اُس کی امانتوں کی ادائیگی کو پہنچاؤ۔ اگر کوشش کر کے ہر مومن یہ انتہا حاصل کرنے کی طرف متوجہ رہے گا تو تقویٰ کی راہوں پر چلنے والا شمار ہو گا۔ ہاتھ، پیر، کان، آنکھ کا استعمال ہے تو ان کے صحیح استعمال کا حکم ہے۔ جن باتوں کے

کرنے سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے، اُن سے رُکنا فرض ہے۔ یہ ظاہری اعضاء صرف مخلوق کے حق کی ادائیگی کے لئے نہیں ہیں کہ ان سے مخلوق کا حق ادا کرو، یا اگر حق ادا نہیں کرتے، عدم ادائیگی ہے تو تم پوچھے جاؤ گے۔ بلکہ بہت سے ایسے کام ہیں جن کا مخلوق سے براہِ راست تعلق نہیں ہوتا اور اُن سے مخلوق کو کوئی نقصان یا فائدہ بھی نہیں پہنچ رہا ہوتا۔ اگر ہم گہری نظر سے دیکھیں تو جو بعض عمل انسان کرتا ہے انسان کی اپنی ذات کو ہی اُس کا فائدہ اور نقصان پہنچ رہا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جن کے نہ کرنے کا حکم ہے اُن کو کر کے انسان اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں کو پھلانگ رہا ہوتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو اپنے حق قائم کئے ہیں اُن کو توڑ رہا ہوتا ہے اور پھر جن کے کرنے کا حکم ہے انہیں نہ کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے انسان باہر نکل رہا ہوتا ہے۔

پس انسان کسی بھی کام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کر کے یا نہ کر کے خدا تعالیٰ کی حدوں کو توڑ کر تقویٰ سے دور ہٹتا چلا جاتا ہے اور جوں جوں تقویٰ سے دوری ہوتی ہے انسان شیطان کی جھولی میں گرتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ ایک مومن نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کام نہ کرے بلکہ شیطان جو چھپ کر حملہ کرتا رہتا ہے اُن حملوں سے بھی آگاہ رہے۔ ہر وقت اس کی نظر شیطان کے حملوں کی طرف ہو کہ کہیں وہ اُس پر حملہ آور نہ ہو جائے اور پھر اس آگاہی کی وجہ سے شیطان کے پوشیدہ حملوں سے اپنے آپ کو بچائے۔

شیطان کے حملے مختلف طریقوں سے ہوتے ہیں۔ اس زمانے کی ایجادات میں بھی بہت سی ایسی ہیں جو خود انسان کو نقصان پہنچا رہی ہوتی ہیں۔ اُن کے اچھے مقاصد کی بجائے وہ ایسے کاموں کے لئے استعمال ہو رہی ہوتی ہیں جہاں شیطان کے حملے کا خطرہ ہے یا شیطان کا حملہ ہو رہا ہوتا ہے۔ عبادتوں سے دور لے جا رہی ہوتی ہیں۔ اخلاق پر برا اثر ڈال رہی ہوتی ہیں۔ بظاہر انسان سمجھتا ہے کہ یہ میرے ذاتی معاملات ہیں اور کسی کو کیا کہ میں جؤا کھیلتا ہوں۔ یا رات گئے تک انٹرنیٹ پر فلمیں دیکھتا ہوں اور ٹی وی دیکھتا ہوں یا اس قسم کے اور کام کرتا ہوں۔ بہت سارے ایسے غلط کام انسان کرتا ہے اور اُس کے خیال میں کسی کو اُن سے غرض نہیں ہونی چاہئے کیونکہ وہ کسی کو براہِ راست نقصان نہیں پہنچا رہے۔ لیکن جو غلط کام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق نہیں ہے، اُس کی مرضی کے خلاف ہے، وہ اسے پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھی دُور لے جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے سے بھی دُور لے جاتا ہے اور بندوں کے حق ادا کرنے سے بھی دُور لے جاتا ہے۔ ان ملکوں میں شرابیں، جؤا، انٹرنیٹ، گندی اور لغو فلمیں ہیں، غلط دوستیاں ہیں۔ یہ جہاں گھروں کو اُجاڑ رہی ہوتی ہیں وہاں نوجوانوں کو غلط راستے پر ڈال کر خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان سے بھی ہٹا کر معاشرے کا ناسور بنا رہی ہوتی ہیں۔ وہ لوگ ایک مستقل بیماری بن رہے ہیں۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے ہر عضو کا اور ہر سوچ کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اور بر محل استعمال تمہیں تقویٰ میں بڑھائے گا اور اس کے خلاف عمل تمہیں شیطان کی گود میں پھینک دے گا اور جو شیطان کی گود میں گرتا ہے وہ یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوتا ہے۔

ان آیات میں، جن کا ترجمہ بھی آپ نے سن لیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد تقویٰ اختیار کرو۔ اے مومنو جو ایمان لائے ہو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یہ دنیا اور اس کی رنگینیاں اور آسانیاں اور آسائشیں تمہارا سب کچھ نہ ہوں، بلکہ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تم نے کیا عمل کئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کئے گئے عمل ہی ہیں جو اگلے جہان میں کام آنے ہیں یا اگلے جہان میں کام آتے ہیں۔ دنیا کی تمام رنگینیاں اور مزے اور لذتیں اور آسائشیں اسی دنیا میں رہ جانی ہیں۔

پس اپنے جائزے لیتے رہو۔ کیونکہ گناہوں کی جڑ یہی ہے کہ انسان اپنے عملوں سے لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ پس اگر اگلے جہان کی دائمی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کا وارث بننا ہے تو خدا تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہوئے اُس کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔

یہ پہلی آیت جو میں نے پڑھی تھی، یہ نکاح پر پڑھی جانے والی آیتوں میں سے بھی ایک آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں جہاں انسان کو خود آئندہ زندگی کی فکر کی طرف توجہ دلا رہا ہے، وہاں آئندہ پیدا ہونے والی نسل کی تربیت اور اُن کو دنیا کے بجائے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلانے کا بھی ارشاد فرما رہا ہے۔ خاص طور پر جو آیات نکاح میں پڑھی جانے والی ہیں یہ اُن میں سے ایک آیت ہے۔ کیونکہ نیک اولاد، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی اولاد جہاں اپنی عاقبت سنوارنے والی ہوگی، وہاں نیک اولاد کے عمل اور اُن کی دعائیں جو وہ والدین کے لئے کر رہے ہیں، والدین کے درجات اگلے جہان میں بھی بلند کرنے کا باعث بن رہی ہوں گی۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی شادی کے موقع پر بھی یہ بات یاد رکھو کہ دنیا اور اس کی تمام آسائشیں، آسانیاں، مزے اور لذتیں عارضی چیز ہیں۔ شادی اور دنیاوی ملاپ یہ سب عارضی لذات ہیں۔ اصلی لذت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ہے جو اس دنیا میں بھی ملتی ہے اور اس کے پھل ایک مومن پھر اگلے جہان میں بھی کھاتا ہے۔ پس ایک مومن کو بار بار مختلف رنگ میں اللہ تعالیٰ تنبیہ اور تلقین فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو کبھی نہ بھولو، تقویٰ پر قائم رہو، ایسے اعمال بجالاؤ جو اس جہان کو بھی اور اگلے جہان کو بھی سنوارنے والے ہوں۔ اِس جہان میں بھی تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو اور آئندہ زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل کی خبر رکھنے والا ہے۔ اُس کی نظر سے انسان کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ ہر عمل کا حساب کتاب رکھا جا رہا ہے۔ اس لئے انسان کو بہت پھونک پھونک کے اس دنیا میں اپنے قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ ایمان لانا اور ایمان کا دعویٰ کرنا صرف کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ کی راہوں کی تلاش اور اُن پر عمل ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مجلس میں فرماتے ہیں کہ ''اسلام میں حقیقی زندگی ایک موت چاہتی ہے جو تلخ ہے۔ لیکن جو اُس کو قبول کرتا ہے آخر وہی زندہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ انسان دنیا کی خواہشوں اور لذّتوں کو ہی جنّت سمجھتا ہے حالانکہ وہ دوزخ ہے۔ اور سعید آدمی خدا کی راہ میں تکالیف کو قبول کرتا ہے اور وہی جنّت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا فانی ہے اور سب مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر ایک وقت آ جاتا ہے کہ سب دوست، آشنا، عزیز و اقارب جدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت جس قدر نا جائز خوشیوں اور لذّتوں کو راحت سمجھتا ہے وہ تلخیوں کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہیں۔ سچّی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے۔'' (یعنی بظاہر بہت مشکل کام ہے) ''متقی کے لیے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے''۔ (لیکن جب انسان تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے) فرمایا: ''مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ (سورۃ الطلاق 3-4) پس خوشحالی کا اصول تقویٰ ہے۔ لیکن حصولِ تقویٰ کے لئے نہیں چاہئے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں۔ تقویٰ اختیار کرنے سے جو مانگو گے ملے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ تقویٰ اختیار کرو جو چاہو گے وہ دے گا''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 90۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی شرط یہ نہیں رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دے تو ہم نیکیاں کریں۔ بلکہ نیکیاں کرو، تقویٰ اختیار کرو، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو، پھر اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو مانگو وہ دیتا بھی ہے۔

پس تقویٰ پر چلنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے انعامات کو حاصل کرنے والا بن سکتا ہے، بن جاتا ہے۔ لیکن ہمیں ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے تقویٰ پر چلنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے ہم نے اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے۔ اُسے وہی طے کر سکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے۔ اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔'' (تقویٰ ایسی چیز نہیں کہ بناوٹ سے حاصل ہو جائے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا) ''اس لیے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونو کی تاکید فرمائی ہے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 492۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''کوئی پاک نہیں بن سکتا جب تک خدا تعالیٰ نہ بناوے۔ جب خدا تعالیٰ کے دروازہ پر تذلّل اور عجز سے اس کی روح گرے گی تو خدا تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور وہ متقی بنے گا اور اس وقت وہ اِس قابل ہو سکے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سمجھ سکے''۔ (عاجزی اور تذلّل اختیار کرو۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہئے۔ فضل ہوگا تو یہ ملے گا۔ اور جب یہ ملے گا تو تقویٰ حاصل ہوگا۔ اور جب تقویٰ حاصل ہوگا تو تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین یا اسلام کی حقیقت کو انسان سمجھ سکے گا)۔ فرمایا: ''اس کے بغیر جو کچھ وہ دین دین کر کے پکارتا ہے اور عبادت وغیرہ کرتا ہے وہ ایک رسمی بات اور خیالات ہیں کہ آبائی تقلید سے سن سنا کر بجالاتا ہے۔'' (کہ باپ دادا یہ کر رہے ہیں، مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا، مسلمان ہوں۔ احمدی کے گھر میں پیدا ہوا، احمدی مسلمان ہوں۔ تو اُس کی تقلید میں یہ کام کر رہا ہے۔ یہ نہیں، اصل چیز تقویٰ ہے اور تقویٰ حاصل ہوتی ہے کوشش اور عمل سے، عاجزی اور انکساری اختیار کرنے سے، دعا کرنے سے۔ فرمایا کہ یہ جو آبائی تقلید سے سن سنا کر بجالاتا ہے۔ ''کوئی حقیقت اور روحانیت اس کے اندر نہیں ہوتی''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 493۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)۔ صرف نری تقلید جو ہے، اُس سے روحانیت پیدا نہیں ہوتی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:’’ تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے‘‘۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ 572۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے من حیث الجماعت بیشک اللہ تعالیٰ کے بیشمار فضل ہم جماعت پر دیکھتے ہیں، جماعت کی ترقی بھی ہم دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت کے ساتھ ایک خاص سلوک بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح انتہائی نامساعد حالات میں بھی جماعت کو اللہ تعالیٰ دشمن کے منہ سے نکال لاتا ہے۔ جماعت کی ایک اچھی تعداد یقیناً تقویٰ پر چلنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں کی بھی ہے۔لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھ کر ہم میں سے ہر ایک وہ معیارِ تقویٰ حاصل کرے، وہ خدا تعالیٰ کا قرب ہمیں حاصل ہو جو ایک حقیقی مسلمان کا ہونا چاہئے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔اور وہ کیا ہے؟ وہ یہی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ کا تو کچھ حرج نہیں کروگے۔اللہ کا تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہے، ہاں یہ غفلت خود تمہیں نقصان پہنچانے والی ہوگی۔خدا تعالیٰ کو بھلانے والے وہ لوگ ہیں جو ایمان میں کمزور ہیں، کامل ایمان نہیں رکھتے، یا بھول جاتے ہیں کہ ہم نے ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اور اس وجہ سے پھر ایسے عمل ہونے لگتے ہیں جن سے اُن کی اخلاقی اور روحانی حالت انحطاط پذیر ہو جاتی ہے، گرنے لگ جاتی ہے، دنیا دین پر مقدم ہو جاتی ہے، نہ یہ کہ دین دنیا پر مقدم ہو۔ایسے دنیا دار اگلے جہان میں خدا تعالیٰ کا کیا سلوک دیکھیں گے وہ تو خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔لیکن اس دنیا میں بھی اُن کے دنیا میں پڑنے کی وجہ سے اُن کا ذہنی سکون برباد ہو جاتا ہے۔کئی لوگ ہم دیکھتے ہیں ذرا سے مالی نقصان پر دنیاوی نقصان پر ایسے روگ لگاتے ہیں کہ پھر کسی قابل نہیں رہتے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ ہے اور تقویٰ پر قدم مارنے کی کوشش نہیں ہے۔ ایمان کے دعوے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں ہے۔تو یہ بات صاف ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل نہیں ہے۔ جب ایمان میں کمزوری ہے اور اصلاح کی طرف توجہ نہیں ہے تو پھر دنیا میں بے سکونی کی زندگی ہوگی۔اور یہی نہیں، ایسا شخص پھر فاسقوں میں شمار ہوگا۔فاسق کے یہاں یہ معنی ہوں گے کہ احکامِ شریعت کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا عہد کر کے پھر بعض یا تمام احکام کی خلاف ورزی کرنا۔پھر قرآنِ کریم میں اَور جگہوں پر اگر ہم دیکھیں، اُن آیتوں کی رُو سے یہ معنی بھی ملتے ہیں کہ نعمتِ الٰہی کی ناشکری کر کے دائرہ اطاعت سے خارج ہونا۔ یا جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرے گا وہ دائرہ اطاعت سے باہر نکلا ہوا سمجھا جائے گا اور یوں فاسقوں یا بدکرداروں میں شمار ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر کے ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ جو بھی حالات ہوں، کبھی بھی خدا تعالیٰ کے احکامات کو نہیں بھلائیں گے۔دوسرے ایک احمدی پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اُسے اُس نعمت سے حصہ دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانے اور اسلام کی تجدید کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں بھیجی ہے۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے تو سب سے بڑی نعمت نبوت کی نعمت ہے جس کے لئے مسلمانوں میں عجیب دو عملی دیکھتے ہیں کہ دعا بھی مانگتے ہیں اور انکار بھی کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں کہ ہمیں اُس نے اس نعمت کو قبول کرنے کی توفیق دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اور آپ کے طفیل ملنے والی نعمت تھی اور ہم اُن لوگوں میں شمار ہوئے جو اس انعام میں سے حصہ پانے والے ہیں اور حقیقت میں انعام سے حصہ پانے والے اور اس کی شکر گزاری ادا کرنے والے ہم تبھی ہو سکتے ہیں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور توقعات پر پورا اترنے والے ہوں، اس کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ ورنہ ہم اللہ تعالیٰ کو بھلانے والے اور اپنی غفلتوں میں ڈوب جانے والے ہوں گے اور نتیجۃً خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے ہوں گے۔ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں توحید کے قیام کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے آئے تھے اور حقیقی تقویٰ بھی اُسی وقت قائم ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین ہو اور اُس کی رضا مقصود و مطلوب ہو اور خدا تعالیٰ کی توحید میں انسان کھویا جائے اور جب یہ ہو جائے تو حقیقی تقویٰ انسان میں پیدا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’توحید صرف اِس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔ بُت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں اور اُن پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بُت ہے‘‘۔فرمایا:’’یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس، یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو، منزّہ سمجھنا اور اُس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔کوئی رازق نہ ماننا۔کوئی مُعِز اور مُذِل خیال نہ کرنا‘‘۔یعنی یہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بالا ہے اور دنیا کی کوئی چیز، ہر عزت اور ذلت جو انسان کو ملتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کوئی انسان نہ کسی کو معزز بنا سکتا ہے نہ ذلیل کر سکتا ہے۔ پس یہ ہے توحید کا اصل کہ اللہ تعالیٰ ہی کو عزت دینے والا اور ذلّت دینے والا سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انسان کو عزتوں کا مالک بھی بناتا ہے اور اگر اُس کے غلط کام ہوں تو اُس کو ذلیل و رسوا بھی کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ:’’کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا‘‘۔خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی مددگار نہ ہو۔’’اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اُسی سے خاص کرنا‘‘۔بعض لوگ جو انسانوں کے آگے جھکتے ہیں، فرمایا نہیں، ہر قسم کی عاجزی اور تذلّل صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو۔’’اپنی امیدیں اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا‘‘۔فرمایا:’’ پس کوئی توحید بغیر اِن تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔اوّل ذات کے لحاظ سے توحید۔یعنی یہ کہ اُس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا‘‘۔یعنی اُن کی کوئی حقیقت نہیں ہے’’اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا‘‘۔یعنی ہر چیز اپنی ذات میں فنا ہونے والی ہے اور حقیقت میں کسی چیز کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔’’دوم صفات کے لحاظ سے توحید‘‘۔یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذاتِ باری کے کسی میں قرار نہ دینا‘‘۔پالنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت کے لائق بھی صرف وہی ہے۔’’اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں‘‘۔جو لوگ بظاہر فائدہ دیتے ہیں، دنیاوی فائدے لوگوں سے پہنچتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ذریعہ بنایا ہوا ہے اُن سے فائدے بھی پہنچتے ہیں، وہ پرورش کا ذریعہ بھی بن جاتے ہیں’’یہ اُسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا‘‘۔اُن کے بارے میں یہ سمجھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے۔اللہ تعالیٰ نے کسی کو ذریعہ بنایا ہے، نہ کہ وہ خود اُس چیز کو دینے کے مالک ہیں۔اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے اور یہ لوگ ذریعہ ہیں۔

فرمایا:’’ تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید۔یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گردانتا‘‘۔یعنی یہ جو توحید اور محبت ہے اس میں عبودیت کے جو شعار ہیں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گردانتا’’اور اسی میں کھوئے جانا‘‘۔(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 350-349)۔صرف یہی نہیں کہ خدا تعالیٰ کا شریک نہیں بنانا بلکہ اس میں کھوئے جانا، اس میں ڈوب جانا، خدا تعالیٰ کی ذات میں اپنے آپ کو فنا کر لینا۔

پس یہ باتیں اگر ایک مومن میں ہوں تو وہ خدا تعالیٰ کو یاد رکھنے کا حق ادا کرنے والا کہلا سکتا ہے، تقویٰ پر چلنے والا کہلا سکتا ہے۔تقویٰ کے کمال کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ یہ فرمایا ہے کہ کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ انسان کا اپنا وجود ہی نہ رہے۔ پھر فرمایا کہ اصل میں یہی توحید ہے۔ جب انسان اس کمال کو حاصل کر لیتا ہے کہ اپنا وجود نہیں رہتا، اللہ کے وجود میں کھویا جاتا ہے، تو یہ تقویٰ کا کمال ہے اور اصل میں یہی توحید ہے۔ جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ حقیقی توحید کا ماننے والا کہلاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر چیز پر مقدم کر لینا یہی تقویٰ ہے اور یہی توحید پر قائم ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَیں سفر پر بھی جا رہا ہوں، دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

کرنا جو احسان کی صورت میں ہو۔ صرف عدل نہیں کرنا، انصاف نہیں کرنا بلکہ احسان کرنا جو عدل سے بڑھ کر اگلا قدم ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر محبت کا سلوک کرنا جس طرح اپنے انتہائی قریبی سے کیا جاتا ہے۔ احسان تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بعض دفعہ آدمی دوسرے کو جتا دیتا ہے کہ مَیں نے تم سے فلاں وقت میں یہ احسان کیا تھا لیکن کبھی کوئی ماں اپنے بچے کو یہ نہیں جتاتی کہ مَیں نے تمہاری پرورش کی اس لئے تم ساری عمر میرا احسان اتارتے رہو۔ تو جس طرح قریبیوں سے سلوک کیا جاتا ہے، اس سے بڑھ کر کرو۔ عدل کرو، احسان کرو پھر ایک دوسرے سے انتہائی قریبیوں کی طرح محبت کرو، کیونکہ عین ممکن ہے کہ یہ سلوک پیار محبت پھیلانے کا ذریعہ بن جائے، بلکہ بنتا ہے۔

(ماخوذ از کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 31-30)

پھر ہمسایوں سے حسنِ سلوک کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا اہم حکم ہے۔ اپنے ماتحتوں سے حسنِ سلوک کرنا ایک حکم ہے۔ امن کے قیام اور خدمتِ انسانیت کے لئے کہیں سے بھی آواز اُٹھے اُس کے لئے فوراً تیار ہونا یہ بھی ایک اہم حکم ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرنا۔ اور اسی طرح بیشمار احکامات ہیں جو قرآنِ شریف میں آئے ہیں۔ چند مَیں نے گنوائے ہیں جن پر ایک مومن کو سمجھ کر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کے کرنے کی قرآنِ کریم میں ممانعت کی گئی ہے کیونکہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق غصب کرنے والی ہوتی ہیں۔ اُن کو اُن کے جائز حق سے محروم کرنے والی ہیں۔ پس ایک احمدی اگر اس اصول کو سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی تعداد سمجھتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا اور ایک احمدی اُس سے فیض پاتا چلا جائے گا۔

سورۃ نور میں آیت استخلاف کے حوالے سے ہم خدا تعالیٰ کے وعدے اور انعام کا ذکر سنتے اور پڑھتے ہیں۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور عملِ صالح کرنے والوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان میں کامل اور عملِ صالح میں ترقی کرنے والے تب بنیں گے جب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف گہری نظر ہوگی۔ سورۃ نور میں جس میں آیت استخلاف ہے اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے خلافت کے انعام کے جاری رہنے کا وعدہ ہے۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ نے مختلف حوالوں سے مختلف احکامات کا ذکر کیا ہوا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے جائزے لیتے رہیں کہ کونسے احکام ہیں جن پر ہم عمل کر رہے ہیں اور کونسی باتیں ہیں جن کے کرنے کا ہمیں حکم ہے اور ہماری توجہ نہیں۔

سورۃ نور میں ابتدا میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں احکام ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے اور یہی پھر تمہارے نیک اعمال کا ذریعہ بنیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں معاشرے کی برائیاں دور کرنے کی طرف توجہ دلائی، سزاؤں کا ذکر کیا تو وہ اس لئے کہ بعض باتیں معاشرے میں برائیاں پیدا کرتی ہیں اُن کی اصلاح کے لئے سزائیں بھی دینی ضروری ہیں۔ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر الزام لگا کر اُن کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں، معاشرے کے امن کو برباد کرتے ہیں اُن کے لئے سزا کا حکم ہے۔ پھر ایک حکم ہے کہ جب کوئی نیکی جاری کرو تو اُسے بند نہ کرو۔ خدمتِ خلق کے کام کرو تو ذاتی ناراضگیوں کی وجہ سے اُن میں کمی نہ کرو۔ یہ عہد نہ کرو کہ مَیں فلاں وجہ سے بند کر دوں گا کہ اللہ تعالیٰ تو اس دنیا میں ہمیشہ نیکیاں جاری رکھنا چاہتا ہے۔ پھر مَردوں کو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور بے محابا عورتوں کی طرف نہ دیکھیں۔ پردے کا حکم اگر عورتوں کو ہے تو مَردوں کو بھی یہ حکم ہے۔ دلوں کی پاکیزگی کے لئے یہ ضروری چیز ہے۔ پھر عورتوں کو حکم ہے کہ نظریں نیچی کریں اور پردہ کریں۔ پھر ایک حکم ہے کہ مومنین کو تجارتیں اللہ کے ذکر سے، نمازوں سے غافل نہیں کرتیں۔ اسی طرح مالی قربانیوں سے بھی مومنین غفلت نہیں کرتے۔ دین کی خاطر اگر قربانی دینی پڑے، انسانیت کی خاطر اگر مالی قربانی دینی پڑے تو کوئی مومن اُس سے غفلت نہیں برتتا۔ اگر سورۃ جمعہ کی آخری آیات کے ساتھ اس کو ملائیں تو واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخرین میں تجارتوں اور کھیل کود کے نمازوں اور عبادتوں سے غافل رکھنے کی خبر دی اور وہ اس زمانے کے لئے ہے۔ لیکن یہاں یہ بات واضح کر دی کہ اگر تم حقیقی مومن ہو، خلافت کے وعدے سے فیض پانے والے ہو تو عبادتوں اور مالی قربانیوں سے کبھی غافل نہیں ہوگے۔ وہ لوگ تو ضرور کھیل کود میں مبتلا ہوں گے، عبادتوں سے غافل ہوں گے جو خلافت کے انعام سے دور چلے جائیں گے۔ لیکن خلافت کا انعام پانے والے مسیح محمدی کی بیعت میں آنے والے کبھی ان چیزوں سے غافل نہیں ہوتے۔ اور پھر یہ انعام نسل در نسل تم میں جاری رہے گا۔ پھر فرمایا جو لوگ ایک عہد کرتے ہیں، وعدہ کرتے ہیں، عہدِ بیعت کو نبھانے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن بعض حالات کی وجہ سے کمزوریاں دکھاتے ہیں، اپنے عہدِ بیعت سے پھر جاتے ہیں، یہ لوگ ہرگز مومن نہیں۔ پھر ایسے لوگ خلافت کے انعام سے بھی فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر ایک حکم ہے کہ جو اللہ اور اُس کے رسول کے مطابق کئے گئے فیصلوں سے انحراف کریں۔ اگر کوئی بات اُن کے حق میں ہو تو فوراً دعویٰ کہ ہم تو اطاعت گزار ہیں۔ اطاعت گزاری تو تب ہوگی، خلافت سے وفا کا تعلق تو تب ہوگا جب ہر فیصلہ اور حکم خوش دلی سے قبول کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی کے بعد خلافت کا حقیقی فیضان وہی پائیں گے جو سَمِعْنَا اور اَطَعْنَا پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومن صرف بڑے بڑے دعوے نہیں کرتے کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے، قسمیں نہیں کھاتے بلکہ وہ اطاعت کرتے ہیں جو طاعت در معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسی اطاعت کرو اور ایسے انعام یافتہ مومنین ایسی اطاعت کرنے والے ہوں گے جو عرفِ عام میں اطاعت سمجھی جائے، ورنہ دعویٰ تو کوئی چیز نہیں۔ پھر ایسی اطاعت کرنے والے اور معروف فیصلوں پر عمل کرنے والے خلافت کے انعام کے حقدار بنتے ہیں اور بنتے چلے جاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے گھروں میں جانے اور پردے کے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ وہ خاص اوقات گھر والوں کے لئے ہیں جن میں وہ گھر میں موجود ہوتے ہیں۔ اور ان میں وہ ایسے لباس میں ہوتے ہیں جس کے ساتھ وہ لوگوں کے سامنے آنا نہیں چاہتے۔ یا ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ دوسروں کو انہیں اس حالت میں دیکھنا نہیں چاہئے اس لئے بے محابا گھروں میں نہ جاؤ۔ یہ حکم غیروں کے لئے نہیں بلکہ قریبیوں اور رشتہ داروں کے لئے ہے کہ وہ بھی بغیر اجازت کے گھروں میں نہ جائیں۔ کجا یہ کہ آج کل کے معاشرے نے اتنی بے حیائی کر دی ہے کہ سڑکوں پر بے حیائی کے نظارے نظر آتے ہیں۔ لباس ہیں تو وہ ننگے ہیں۔ پس ایسے لباس پہننے والے اور ایسی حرکتوں کے مرتکب نہ تو کبھی اس زمرہ میں شامل ہو سکتے ہیں جو خلافت کے انعام سے فیض پانے والے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ پس لباس کے یہ ننگے پن ایک مومن کو متاثر نہیں کرنے چاہئیں۔ ہر احمدی مرد اور عورت جو خلافت سے وفا کا عہد کرتا ہے اُسے اپنی ذاتی زندگی بھی حیادار بنانی ہوگی اور اپنا ایک تقدس قائم کرنا ہوگا۔ اور گہرائی میں جائیں تو اس سورۃ میں مزید کئی احکامات ایک مومن کی زندگی کے بارے میں مل جاتے ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جو احکامات پر عمل کر کے اُس وعدے سے فیض پانے والے ہوں گے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ (سورۃ النور:56) کہ اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ اور پھر اس دین پر اُنہیں مضبوطی سے قائم کر دے گا جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے۔ اور پھر اس دین پر قائم رہنے والے اور نیک اعمال بجالانے والے اور کامل اطاعت گزار اس بات سے بے خوف ہو جائیں کہ کبھی کوئی چیز اُنہیں خوف کی حالت میں ڈالے یا کبھی بھی ڈال سکتی ہے یا ڈالے رکھے گی۔ بلکہ جب بھی ایسے حالات ہوں جس میں خوف نظر آتا ہو تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (سورۃ النور:56) کہ اللہ تعالیٰ اُن کی خوف کی حالت کو ہمیشہ امن کی حالت میں بدلتا چلا جائے گا۔ پس حقیقی مومنین سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔

آج ہر احمدی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر مومنین کی اُس جماعت میں شامل ہو گیا ہوں جس کے ساتھ خلافت کا وعدہ ہے، اُس کا فرض بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہمیشہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے چلے جانے کی کوشش کرتا رہے۔ ہر مرد، ہر عورت، ہر بچہ، ہر جوان یہ سوچ پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کے انعام سے نوازا ہے۔ ہم نے اس کا اہل بننے کی حتی المقدور کوشش کرنی ہے۔ ہم نے اُن انعامات کے حصول کی کوشش کرنی ہے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے فرمایا ہے، جن پر خلافت کی نعمت اتاری گئی ہے۔ ہم نے اُن اعمالِ صالحہ کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ یاد رکھیں اگر آج ہم نے اپنی حالتوں کو تبدیل کرنے اور اس پر مستقل مزاجی سے قائم رہنے کی طرف توجہ نہ دی تو ہٹتے ہٹتے اتنی دور چلے جائیں گے جہاں سے واپسی ممکن نہیں ہوگی اور نتیجۃً پھر اُس انعام کے بھی مستحق نہیں ٹھہریں گے جو خلافت سے وابستہ ہے اور نہ صرف خود محروم ہو رہے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی محروم کر رہے ہوں گے۔ کیا خلافتِ احمدیہ کی سوسالہ تاریخ اس بات کی گواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضل اور احسانات جماعت پر فرمائے ہیں۔ ہر احمدی نے اپنی ذاتی زندگی میں بھی ان فضلوں اور احسانات کا مشاہدہ کیا ہے اور جماعتی طور پر بھی دنیا کی ہر جماعت نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور کر رہی ہے۔ پس کوئی عقلمند احمدی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم ہو۔ پس اس انعام سے محروم رہنے والے اگر کوئی ہوں گے تو وہ چند لوگ جو اس کی قدر نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو تخفیف کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب کبھی ایسے چند لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے خلافت سے اپنے آپ کو علیحدہ کیا تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ایک قوم خلافت کو دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ایک قوم بے قدری کرے گی تو اس سے بہتر قوم کو کھڑا کر دوں گا اور ہم اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا دیکھتے رہے ہیں کہ قوموں کی قومیں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو دے رہا ہے اور اُن کے معیار بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

آج دنیا کی مختلف قوموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قومیں اپنے مسیح کی حمایت میں کھڑی کر دی ہیں، مسیح محمدی کے پروانے ایسے ایسے دور دراز علاقوں میں پیدا ہو چکے ہیں جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ انسانی کوشش سے پیغام پہنچ سکتا ہے۔ ہم تو ہر روز اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کی بارش جماعت پر دیکھتے ہیں۔ جماعت کے خلاف دشمن کی بھی 120 سالہ تاریخ اور کوشش ہے، اور یہ کوشش بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے اور گواہی دیتے ہوئے ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ہمیشہ ناکامیوں اور نامرادیوں کا منہ ہی دکھایا ہے۔ اور احمدیت کا قافلہ اُس کے فضل سے آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔

پس جس طرح ہمارے بڑوں نے، اُن لوگوں نے جو ابتدائی احمدی تھے، اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال سے احمدیت کے جھنڈے کو بلند رکھا اور خلافت کے خلاف ہر فتنہ کا بھی سر کچل کر رکھ دیا اور جماعت کے خلاف بھی دشمن کی ہر کوشش کے سامنے بنیان مرصوص کی طرح کھڑے ہو گئے اور اپنی قربانیوں کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر دیئے۔ آج ہمارا فرض ہے اور آج ہم نے اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے، اس نعمت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی نسلوں میں اس کی اہمیت کو قائم کرنا ہے۔ اپنی نسلوں سے یہ عہد لینا ہے کہ چاہے جس طرح بھی ہو، جان، مال، وقت اور اپنے نفس کی قربانی دیتے ہوئے خلافت احمدیہ کی حفاظت کرنی ہے اور ہمیشہ کرتے چلے جانا ہے۔ اور اپنی نسل میں اپنی قوم اور دنیا میں اسلام اور احمدیت کے پیغام کو پہنچانے کی کوشش کرتے چلے جانا ہے۔ اور اُس وقت تک چَین سے نہیں بیٹھنا جب تک تمام دنیا تک اسلام کا پیارا اور امن کا پیغام نہ پہنچ جائے۔ اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک تمام دنیا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا نہ لہرائے۔ جب تک تمام دنیا ایک خدا کی عبادت کرنے والی نہ بن جائے۔ وہ خدا جو تمام قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے، جو رب العالمین ہے، جو رحمان اور رحیم ہے، جو ہر آن ہم پر اپنے فضلوں کی بارشیں برسا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سب شاملینِ جلسہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آپ سب کو خلافتِ احمدیہ کے لئے سلطانِ نصیر بنائے۔ ہر ایک ایمان اور تقویٰ میں ترقی کرتے چلے جانے والا ہو۔ آپ سب ملک وقوم کے حقیقی وفادار ہوں۔ اپنے ملک سے کئے گئے عہد کو بھی نبھانے والے ہوں کہ یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔ وطن کی محبت بھی ایمان کا حصہ ہے۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور خیریت سے اپنے گھروں میں واپس لے جائے۔ آمین۔ اب ہم دعا کریں گے۔

(حضور نے اس موقعہ پر استفسار فرمایا کہ) آپ کے پاس حاضری کا کوئی figure ہے؟ اچھا اب پہلے دعا کر لیں۔

دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا:

ایک منٹ خاموش ہو جائیں۔ یہ حاضری بھی اب سن لیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق اس جلسہ کی حاضری پندرہ ہزار دوسو ہے۔ پانچ ہزار آٹھ سو مرد اور آٹھ ہزار دوسو چونسٹھ خواتین۔ میرا خیال تھا کہ مرد آگے چلے جائیں گے لیکن عورتیں ہمیشہ مردوں سے آگے نکل جاتی ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

برکاتِ خلافت اور خلفاء کرام کی دعاؤں کے معجزات

عبدالعزیز ڈوگر۔ یوکے

خداتعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ خاکسار کو جماعتِ احمدیہ کے چار خلفاء کی خدمت کرنے اور ان کی دعاؤں سے مستفید ہونے اور خلافت کی بے شمار برکات سے فیضیاب ہونے کی توفیق ملی۔اپنی زندگی میں بے انتہا مواقع پرذاتی طور پرخلافت کے تعلق میں اس عاجز نے دعاؤں کی قبولیت کے بے شمار نظارے دیکھے۔ان میں سے چند ایک واقعات بیان کرتا ہوں۔

◉ ......یہ اُس دور کی بات ہے جب حضرت مصلح موعودؓ کافی بیمار تھے۔ انہی دنوں سندھ میں جماعت کی زمینوں میں کپاس اور پھل کی فصل کا سودا وہاں ایک تاجر سے کیا ہوا تھا جو ایک بڑی رقم لے کر فرار ہو گیا تھا اور بہت کوشش کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا۔مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اس وقت وکیل اعلیٰ تھے۔انہوں نے یہ سارا معاملہ حضور کی خدمت میں عرض کیا اور دعا کی درخواست کی۔ جواباً حضور نے فرمایا کہ عبدالعزیز سے کہو راولپنڈی جا کر اس سلسلہ میں کسی سرکاری افسر سے ملیں۔ مجھے یاد ہے کہ میں اُس وقت ایک قریبی دوست کے بیٹے کی شادی کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب حضور کا خط لے کر آئے اور ساتھ ہی زبانی پیغام بھی دیا۔ چنانچہ میں فوراً ربوہ سے راولپنڈی جانے والی چناب ایکسپریس کے ذریعہ راولپنڈی پہنچا۔ اُس دور میں ابھی اسلام آباد کا قیام نہیں ہوا تھا اور راولپنڈی ہی میں تمام سرکاری دفاتر ہوا کرتے تھے۔وہ صدر ایوب کا دورِ حکومت تھا اور مکرم غیاث الدین سیکرٹری داخلہ تھے جو کہ 1953ء کے احمدیہ مخالف مظاہروں کے دوران چیف سیکرٹری پنجاب رہ چکے تھے۔ چنانچہ اندر سے مجھے بہت ڈر تھا کہ نجانے کیا بنے گا لیکن ساتھ ہی یہ یقین تھا کہ خلیفہء وقت کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ خدا پر توکل کرتے ہوئے میں سیکرٹریٹ میں جا کر اُن سے ملا اور تمام واقعات عرض کئے۔اُنہوں نے اُسی وقت میرے سامنے آئی جی لاہور سے فون پر رابطہ کیا اور اُن سے کہا کہ اِن کے مطلوبہ آدمی کو ڈھونڈیں اور ان کا کام کریں۔آئی جی لاہور نے ہمیں اگلے دن ملاقات کا وقت دیا۔ چنانچہ اگلے روز ایک وفد کی صورت میں ہم آئی جی صاحب کو ملنے گئے۔اس وفد میں مکرم ومحترم حافظ عبدالسلام صاحب (وکیل مال)، مکرم سید میر داؤد احمد صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ) اور مکرم چوہدری ناصرالدین صاحب (نمائندہ وکالت زراعت) شامل تھے۔حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہماری کوششیں رنگ لائیں اور آئی جی صاحب نے ہماری گزارش بڑی توجہ سے سنی اور اُس تاجر کو ڈھونڈ نکالنے میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔اس کے کچھ ہی عرصہ بعد حضور کی دعاؤں سے وہ تاجر زیرِ حراست آیا اور اس طرح سے جماعت کا غبن شدہ روپیہ وصول ہوا۔

◉ ......حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد خلافتِ ثالثہ کا دور شروع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجھے وقف سے فارغ کرتے ہوئے لاہور جا کر کام کرنے کا ارشاد فرمایا۔ مجھے کچھ بھی علم نہیں تھا کہ وہاں جا کر کیا کروں گا۔ چنانچہ جانے سے پہلے خاکسار کے چند بزرگوں نے جس میں مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب، مکرم صوفی حبیب اللہ صاحب، مکرم صوفی شیخ رحمت اللہ صاحب، مکرم صوفی خدا بخش زیروی صاحب ، مکرم صوفی محسن شاہ صاحب اور مکرم صوفی بابا غلام محمد صاحب شامل تھے، سب نے مل کر ربوہ کی مسجد مہدی کی پرانی کچی عمارت میں نماز کے بعد میری روانگی کے سلسلہ میں ایک لمبی دعا کروائی۔ دعا کے بعد انہوں نے مجھے کہا کہ آواز آئی ہے کہ 'چھاؤنی کی طرف خیال رکھو'۔اُس وقت تو مجھے اس بات کی زیادہ سمجھ نہ آئی اور میں اگلے دن لاہور کے لئے روانہ ہو گیا۔وہاں جا کر میں اپنے کچھ پرانے دوست احباب سے ملا اور مکرم ومحترم سعید احمد صاحب جو کہ ایئر فورس میں ایم۔ای۔ایس کے ایکسین تھے کے توسط سے کچھ ہی عرصہ بعد محض خدا تعالیٰ کے فضل اور خلافت کی برکات کے نتیجہ میں مجھے لاہور چھاؤنی کے علاقہ میں پاکستان ایئرفورس ایم۔ای۔ایس میں کنٹریکٹر کے طور پر کام کرنے کا اجازت نامہ مل گیا۔ مجھے اس کام کا نہ تو کوئی تجربہ تھا اور نہ ہی میرے پاس ایسے ہنر مند افراد تھے اور نہ ہی مالی وسائل۔روپے کی کافی تنگی تھی۔انہی دنوں رمضان کا مہینہ بھی آ گیا اور میں واپس ربوہ آ گیا۔انہی دنوں میں نے ایک خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو دیکھا۔حضور نے میرا بازو پکڑا اور کہا 'میاں غلامِ احمد' 'میاں غلامِ احمد' 'میاں غلامِ احمد' (تین دفعہ) 'یہ لو' اور ایک لفافہ مجھے دیا۔ اس لفافے میں کچھ روپے تھے اور مجھے اس میں ایک سو کا نوٹ بھی نظر آیا۔لفافہ دیتے ہوئے حضور نے فرمایا 'پیسہ کمانا بہت مشکل ہے۔آئندہ کمی نہیں آئے گی'۔اس خواب کے بعد دل کو بے حد تسلّی ہوئی کہ میں 'غلامِ احمد' ہی ہوں۔عید کا وقت قریب تھا اور اس سال جب پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تمام کارکنان کو عیدی بھجوائی تو وہاں اس خاکسار کے لئے بھی ایک لفافہ میں عیدی کی رقم جو کہ 132 روپے تھے گھر پر بھجوائی گئی۔انہی دنوں میں نے حضرت اماں جانؓ کو بھی خواب میں دیکھا۔انہوں نے بڑی شفقت سے میرے کمر پر ہاتھ پھیرا اور پھر چلی گئیں۔اس خواب کے بعد میرا اور یقین بڑھ گیا کہ اب میری مشکلات ختم ہو جائیں گی۔اس کے بعد میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے بھی عرض کیا کہ اب آپ میرے لئے نہ روئیں، آپ کی دعائیں سُنی گئی ہیں اور اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس واقعہ کے چند ہی دنوں کے بعد بذریعہ ڈاک تین ٹینڈر وصول ہوئے۔ میں نے لاہور میں ایک دوست کی مدد سے یہ تینوں ٹینڈر بھرے اور جمع کروا دیے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ یہ تینوں ٹینڈر ہی مجھے مل گئے اور یہ سب کچھ محض خدا تعالیٰ کے فضل اور خلافت کی برکات ہی کا نتیجہ تھا۔اس کے بعد خدا تعالیٰ نے اس کام میں بے حد برکت ڈالی اور میرا یہ کام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

◉ ......حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے انتخاب خلافت کے بعد خاکسار کو دوبارہ وقف میں آنے کا ارشاد فرمایا۔اُس وقت دنیاوی لحاظ سے خاکسار کا ذاتی کاروبار عروج پر تھا۔یہاں تک کہ میں نے اس وقت سال کا چھیالیس ہزار روپیہ صرف انکم ٹیکس کی مَد میں دیا تھا۔مگر حضور کے ارشاد پر خاکسار نے دین کو دنیا پر ترجیح دیتے ہوئے اپنا تمام کاروبار چھوڑ کر حضور کے ارشاد پر ادارہ تعمیرات میں جماعت کے لئے کام شروع کیا۔1983ء سے 1990ء کے دوران خاکسار نے فضلِ عُمر ہسپتال کی توسیع، بیوت الحمد کی تعمیر، ربوہ گیسٹ ہاؤس، سوئمنگ پول، دفاتر انجمن احمدیہ کی توسیع، مسجد مبارک کی توسیع، مسجد اقصیٰ کے مینار کے مرمت اور مسجد کی چار دیواری کی تعمیر کا کام کروانے کی سعادت پائی۔اس کے بعد حضور کے ارشاد پر گیمبیا اور سیرالیون میں مختلف مساجد اور ہسپتالوں کی تعمیرات کے کام کی ذمہ داری خاکسار کے حصہ میں آئی۔ سیرالیون میں ملکی حالات کی خرابی کی وجہ سے ہمیں اپنا کام روکنا پڑا۔مگر گیمبیا میں غیر معمولی خدمت کا موقع ملا، جن میں مسجد، مرکزی دفاتر، گیسٹ ہاؤس، افریقہ میں پہلا پریس اور دیگر کئی شہروں میں ہسپتال اور دفاتر کے تعمیر کے کام کی سعادت خاکسار کے حصہ میں آئی۔ جانے سے پہلے خاکسار نے حضور سے عرض کیا کہ ناچیز اپنے آپ کو اس ذمہ داری کا اہل نہیں سمجھتا۔حضور نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے مل کر خدام الاحمدیہ کے لئے کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ اور واقعی خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور خلیفہء وقت کی خاص دعاؤں کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس کام میں غیر معمولی برکت ڈالی۔ وہاں قیام کے دوران حضور کی طرف سے ایک انجینئر ناصر بھٹی صاحب لنڈن سے کام کا جائزہ لینے وہاں آئے۔اس کے علاوہ ڈاکٹر سعید احمد اور اُن کی اہلیہ بھی وہاں آئے۔ وہاں پر ایک ہسپتال کا سنگِ بنیاد گیمبیا کے وائس پریزیڈنٹ بی بی ڈوبو کی اہلیہ سے رکھوایا گیا۔مکرم ناصر بھٹی صاحب نے واپس جا کر حضور کو تعمیراتی کام کی رپورٹ دیتے ہوئے یہ بھی عرض کیا کہ حضور جیسے حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے مدد کے لئے جنّ عطا کئے تھے اسی طرح گیمبیا میں عبدالعزیز بھی کسی جنّ سے کم نہیں۔ دن رات تعمیراتی کاموں میں جنّوں کی طرح مصروف عمل ہیں۔ بعد میں حضور نے اپنے ایک خط میں اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے کام کے سلسلہ میں خاکسار کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ خدا نے ایک نہیں اس طرح کے کئی 'جنّ' جماعت کو عطا کئے ہیں۔

گیمبیا سے واپسی پر جرمنی میں 100 مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے ایک لمبا عرصہ خدمت کا موقع دیا۔ سات سال تک خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مختلف شہروں میں تعمیراتی کاموں کی ذمہ داری خاکسار نے نبھائی۔ فرینکفرٹ میں ناصر باغ کی مسجد کی تعمیر میں کافی مشکلات پیش آ رہی تھیں۔ خاکسار نے بے حد دعا کی اور ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے کوئی چیز دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ ہتھیار ہیں جو میں نے جنگِ خندق میں استعمال کئے تھے۔ خاکسار نے یہ خواب حضور کو تحریر کی اور حضور نے جواباً ارشاد فرمایا کہ بابرکت خواب ہے۔ خدا تعالیٰ خود تمام رکاوٹیں دور فرما دے گا اور اس کے ساتھ حضور نے یہ شعر بھی تحریر کیا کہ

خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

اور پھر واقعی خدا کے فضل اور خلیفہء وقت کی دعاؤں کی برکت سے وہی انجینئر جو پہلے مشکلات پیدا کر رہا تھا اُسی نے تعاون کا یقین دلایا اور ہماری درخواست پر غور کرتے ہوئے مسجد کے گنبد اور محراب کی اجازت دلوائی اور اس طرح سے یہ مسجد کا کام بھی محض دعاؤں کی برکت سے تکمیل کو پہنچا۔

◉ ...... آخر میں خلافتِ خامسہ کے دور کے چند واقعات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کا خلافت کی برکات اور اُن کے معجزات سے گہرا تعلق ہے۔ چند سال پہلے کی بات ہے کہ میری نظر شوگر کے مرض کی وجہ سے بتدریج بہت کمزور ہو رہی تھی۔ میں دعا کی درخواست کرنے کی غرض سے حضورِ انور سے ملاقات کرنے لندن گیا اور حضور کو اپنی تکلیف بتائی۔ میری گزارش سننے کے بعد حضور کچھ دیر خاموش رہے پھر اپنی نشست سے اُٹھے اور میری آنکھوں پر حضرت مسیح موعودؑ کی انگوٹھی کا لمس فرمایا جو آپ کی انگشت مبارک میں تھی اور دعا کی۔ معجزانہ طور پر میری نظر بہتر ہو گئی اور میں اب تک بغیر عینک کے دیکھ اور پڑھ سکتا ہوں۔

اسی طرح سے ایک وقت ایسا آیا کہ اندرونی بیماریوں کی وجہ سے میری ٹانگوں میں شدید درد شروع ہو گیا اور مجھے چلنے پھرنے میں انتہائی دشواری محسوس ہوتی تھی۔ میں اُن دنوں اپنے بیٹوں کے پاس جرمنی گیا ہوا تھا۔ حضور بھی اُن دنوں جرمنی کے سالانہ جلسہ کے لئے جرمنی تشریف لائے تو وہاں حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ دورانِ ملاقات میں نے ذرا بے تکلفی کے انداز میں حضور سے ذکر کیا کہ حضور یہ میری وہی ٹانگیں ہیں جن پر اپنے قدمِ مبارک رکھ کر حضرت مصلح موعودؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا کرتے تھے اور یہی وہ ٹانگیں ہیں جنہیں 1974ء کے ہنگاموں میں غیر احمدیوں نے انتقام کی غرض سے توڑنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ بس آپ دعا کریں کہ یہ ٹانگیں اس عمر میں میرا ساتھ نہ چھوڑیں۔ اس پر حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمام واقعات اور حالات انہیں لکھ کر بھیجوں۔ چنانچہ خاکسار نے ایسا ہی کیا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے سٹروک کے حملہ کے باوجود خاکسار ابھی تک اس قابل ہے کہ چل پھر سکتا ہے اور کسی کی محتاج نہیں ہے۔

میرا ہمیشہ سے یہ ایمان ہے کہ اپنی ساری زندگی میں مَیں نے جو کچھ بھی پایا وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل اور خلافت کی برکات سے پایا۔ میری یہی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میرے بچوں کے دلوں کو بھی اپنی محبت اور خلیفہء وقت کی اطاعت سے بھر دے۔ انہیں دین و دنیا کی نعمتیں عطا فرمائے اور ہمیشہ صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے خلافت کی برکات سے ہمیشہ مستفید ہوتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
• Asylum & Immigration
• New Point Based System
• Settlement Applications (ILR)
• Post Study Work Visa
• Nationality & Travel Documents
• Human Rights Applications
• High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

خلفائے احمدیت کی سیرت سے

قبولیتِ دعا کے غیر معمولی واقعات

(شیخ رشید احمد۔ ویمبلڈن لندن)

میرے والد صاحب نے مجھے کہا تھا کہ خلافت سے تعلق رکھنا چاہیے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر خلیفہٴ وقت کو آپ دیکھیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کا ہر طرح سے فضل ہوتا ہے۔ وہ مثال دے کر سمجھایا کرتے تھے کہ اگر بادشاہ کسی کو حاکم بناتا ہے یا وزیر بناتا ہے تو ہر ضروری چیز بھی اس کو دے دیتا ہے۔ اس کو اختیارات بھی دے دیتا ہے۔ اسی طرح جب خدا کسی کو خلیفہ بناتا ہے تو اس کو بعض اختیارات بھی عطا فرماتا ہے۔ ان میں سے ایک چیز غیر معمولی طور پر قبولیت دعا کا نشان ہے۔ اللہ کے فضل سے اس چیز کا میں نے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔

یہ 1992ء کی بات ہے کہ میرے سر میں درد شروع ہوئی اور درد کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ حضرت صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کو جب پتہ چلا تو انہوں نے ہومیو پیتھک دوائی بھی دی تھی۔ دعا بھی کرتے تھے۔ حضور سے جب ملاقات ہوئی تو میں نے کہا حضور میرے لیے دعا کریں۔ اغلباً میں نے یہ بھی بتایا کہ میرے بچپن میں حضرت مصلح موعودؓ نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کی تھی۔ تو حضرت صاحب نے بھی میرے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اور اپنے ساتھ لگا کر میرے سارے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بہت شفقت اور محبت اور سوز کے ساتھ دعا کی اور اس دعا میں بھی محبت کا خاص انداز جھلکتا تھا۔ اور پھر فرمایا کہ آپ مجھے روز فون کر کے اپنا حال بتایا کریں۔ لیکن میرے سر کی درد کی شدت میں اضافہ ہی ہوتا جاتا تھا۔ مجھے اپنی کمپنی کی طرف سے پرائیویٹ علاج کی سہولت حاصل تھی۔ میرا ڈاکٹر جو دوائیاں دیتا تھا اس سے آرام نہیں آتا تھا۔ میں ایک ہفتہ تو حضور کو فون کر کے اپنی صحت کی اطلاع دیتا رہا لیکن پھر سوچا کہ حضور کا وقت بہت قیمتی ہے اس لیے میں نے حضرت صاحب کو فون پر اطلاع دینا چھوڑ دیا۔ کچھ ہی دنوں بعد حضورؒ کا فون آیا اور حضور نے پوچھا کہ اتنے دن سے تم نے اپنی طبیعت کے بارے میں نہیں بتایا۔ میرے عرض کرنے پر کہ حضور آپ دعا بھی کرتے ہیں اور دوا بھی دی ہے لیکن میرا درد اتنا زیادہ بڑھ رہا ہے کہ میں جتنی بھی Pain Killers کھا لوں درد نہیں ہٹتا۔ تو اگر میں حضور کو بتاؤں گا تو حضور کو تکلیف ہوگی۔ حضور نے فرمایا کہ میرے لئے نرمی نہ کرو۔ مجھے روز فون کیا کرو۔ چنانچہ سات ہفتے لگاتار حضور کے حکم کی اطاعت میں فون پر اپنی صحت کی اطلاع دیتا رہا۔

میری بھی عجیب ہی طبیعت ہے۔ میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے درد میں رکھنا ہے تو جیسا کہ بزرگوں کا شیوہ ہے مجھے بھی خدا کی رضا میں راضی رہنا چاہیے۔ تو میں کام پہ چلا گیا۔ پہلے دن ہی کام پر گیا تو وہاں میرے ڈیپارٹمنٹ میں ایک نیا System آ رہا تھا۔ مَیں چونکہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کا انچارج تھا تو مَیں نے کہا کہ میں یہ ٹیسٹ شروع کراؤں۔ اس کو کرنے کے لئے ایک جگہ کہیں جھک کر wire لگانی تھی۔ مَیں نیچے جھکا تو مجھے ایسا لگا کہ میں گر ہی جاؤں گا۔ تو میں نے اپنے ایک انجینئر کو یہ کام کرنے کی ہدایات دیں۔ پھر میں کوئی چیز دیکھنے کے لئے جھکا تو پھر مجھے ایسا لگا کہ میں گر جاؤں گا۔ اس پر میں نے گھر فون کیا۔ گھر والوں نے ڈاکٹر کو فون کیا۔ اس نے کہا کہ ساتھ ہی Princess Grace Hospital ہے وہاں سے CT Scan کروالیں۔ اس کی رپورٹ وہ مجھے یہاں ہی دے دیں گے۔ اسی شام کو اس ڈاکٹر کا فون آ گیا کہ تم فوراً آؤ۔ تمہاری تو حالت بہت خطرناک ہے۔ CT Scan کی رپورٹ میرے پاس آئی ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا، میری بیگم اور بیٹا ساتھ ہی تھے، تو انہوں نے میرا CT Scan دکھایا۔ میرا Brain بالکل press ہوا ہوا تھا۔ اس نے کہا یہ جو تصویر ہے ایسی حالت میں تو آدمی زندہ بھی نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ تمہارا خاوند عجیب ہے یہ کام پر کیسے چلا گیا؟ پھر اس نے کہا کہ میں نے Attkinson Morley ہسپتال کے ایک سرجن کو فون کیا ہے اور آپ کے بارے میں مشورہ کیا ہے۔ چونکہ آپ کو فوری طور پر سرجری کی ضرورت ہے اس لیے وہ کل صبح ہی Park Side Hospital میں آپ کا آپریشن کر دے گا۔ چنانچہ اگلے دن میرا آپریشن ہو گیا۔ دراصل میرے دماغ میں Clot آ گیا تھا۔ اس طرح حضورؒ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مجھے ہمت دی بلکہ مجھے کامل شفا عطا فرمائی بلکہ ڈاکٹرز کے مطابق حیران کن طریقے سے ایک نئی زندگی عطا فرمائی۔ بہر حال میں ٹھیک ہو گیا۔ پہلی فرصت میں مَیں نے اپنے کمرہ سے ڈاکٹر کے منع کرنے کے باوجود حضور کو فون کر کے اپنی صحت کی خوشخبری سنائی۔ حضور خوش تو ہوئے لیکن ان دنوں حضرت بیگم صاحبہ بڑی سخت بیمار تھیں۔ حضورؒ نے مجھے حضرت بیگم صاحبہ کی بیماری کی تفصیل بتائی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ جس کے اپنے گھر میں بیمار ہوں، جماعت کا کام ہو، ہر آدمی کا درد حضرت صاحب نے اٹھایا ہوا ہو، لوگوں کے سو طرح کے مسائل ہوں وہ آدمی کتنے بڑے ظرف کا مالک ہوگا۔ یہ بات مجھے تجربے سے معلوم ہوئی کہ صرف اکیلا مَیں ہی نہیں تھا جو حضور کو اپنی صحت کے بارے میں روزانہ رپورٹ دیتا تھا۔ بلکہ کئی ایسے لوگ اور بھی تھے جو مختلف معاملات کی بابت حضور کو قریباً روزانہ کی بنیاد پر رپورٹ دیا کرتے تھے۔

میری دائیں آنکھ تو بچپن سے ہی کمزور ہے۔ ایک دفعہ یوں ہوا کہ اچانک میری بائیں آنکھ کے آگے جو کہ ٹھیک تھی اندھیرا آ گیا اور نظر آنا تقریباً بند ہو گیا۔ میں نے اپنی بیوی کو بھی نہیں بتایا کہ مجھے نظر نہیں آتا۔ میں نے حضورؒ کے نام ایک مختصر سا خط لکھا اور پیر محمد عالم صاحب کو پکڑا کر صرف یہ کہا کہ اسے براہِ کرم حضور تک پہنچا دیں۔ یہ 2001ء کا واقعہ ہے۔ جب ڈاکٹرز کو دکھایا تو انہوں نے بتایا کہ میری آنکھ کی بیماری اس نوعیت کی ہے کہ اب کسی بھی صورت اس کی بینائی واپس نہیں آسکتی۔ دوسرے دن حضورؒ نے ملاقات کے لیے ارشاد فرمایا۔ میں نے سارا معاملہ حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کی خدمت میں عرض کر دیا۔ حضرت صاحب نے میری آنکھ پر ہاتھ رکھ کر دعا کی۔ اس موقعہ کی تصویر بھی میرے پاس موجود ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور کی دعا کی برکت ہی تھی کہ میری آنکھ ٹھیک ہو گئی اور اب تک ٹھیک ہے۔ الحمد للہ۔

دورِ خلافتِ خامسہ میں بھی ایک دفعہ میری آنکھ کا آپریشن ہونا تھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی میری آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 'مولا بس' اور 'الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ' والی مبارک انگوٹھیوں سے میری آنکھوں کو لمس دیتے ہوئے خاص شفقت اور محبت بھرے انداز سے دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور کی دعا کی برکت سے مجھے شفا ہو گئی۔

سال 2006ء میں میرے دل کے سات بائی پاس ہوئے۔ میرے گھٹنے بھی خراب تھے۔ دراصل میرے دونوں گھٹنے مصنوعی لگے ہوئے ہیں۔ میرے گردوں کے بھی دو آپریشن ہوئے ہیں۔ میرے سر کے بھی دو آپریشن ہوئے ہیں۔ 2007ء میں جب میرے گھٹنوں کا آپریشن ہوا تو پھر مجھے سر میں clot ہو گیا۔ حضرت صاحب احباب سے میرا حال پوچھا کرتے تھے۔ شاید اتوار کے دن حضور ایدہ اللہ نے خواجہ رشید الدین قمر صاحب سے بھی میرا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ٹھیک ہیں۔ ان کے گھٹنے بھی ٹھیک ہیں۔ اتفاقاً اگلے ہی دن میرے لڑکے کی ملاقات تھی۔ حضور نے فرمایا کہ شیخ صاحب کا میں پوچھتا رہتا ہوں۔ بیٹے نے بتایا کہ ان کے سر میں clot ہو گیا ہے تو آج تو ہم انہیں آپریشن کے لیے ہسپتال چھوڑ کر آئے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ معلوم کریں کہ ان کے reflexes ٹھیک ہیں۔ وہ ٹھیک نہیں تھے۔ پہلی دفعہ جب آپریشن ہوا تھا تو تھوڑا سا ہوش تھا اس دفعہ تو بالکل نہیں تھا۔ بہر حال انہوں نے پھر دعا کی ہوگی۔ میرا آپریشن ہوا اور میں ٹھیک ہو گیا۔ Attkinson والے بڑا ہنستے تھے کہتے تھے کہ اس کے سر کے دو آپریشن ہوئے ہیں اور یہ پھر بھی ٹھیک ہے۔ چونکہ میں 82/سال کا ہوں اس لئے میری یادداشت تو بہر حال کچھ کمزور ہو گئی ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ میرے سر کے دو آپریشن ہو چکے ہیں، میرے گھٹنے نقلی ڈالے ہوئے ہیں، میرے سر پر بچپن میں دو دفعہ اینٹیں بھی لگی تھیں، میرے دل کا بھی بائی پاس ہوا ہے لیکن پھر بھی اللہ کا خاص فضل ہے میں ٹھیک ٹھاک ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ یہ سب خلفائے وقت کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

نعت

میرا جو بھی ہے نام ، تیرےؐ نام
میرا ہر اِک مقام تیرےؐ نام

میری سب منزلیں ، سبھی رستے
ہر قدم ، گام گام ، تیرےؐ نام

میرا دل ، میری جان ، میرا بدن
سب ہیں تیرے غلام ، تیرےؐ نام

میرے ہجر و وصال ، ماہ و سال
گردشِ صبح و شام تیرےؐ نام

خال و خد میرے، میرے دیدہ و دل
جس قدر بھی ہیں جام ، تیرےؐ نام

گلشنِ جاں کا میرے ایک اک پھول
ہے بصد احترام تیرےؐ نام

ایک اِک شعر ، ایک ایک خیال
میرا سارا کلام تیرےؐ نام

حسن سے تیرے ہو کے بہرہ مند
کریں الفت کو عام تیرےؐ نام

تجھ سے آغاز ، تجھ سے ہی انجام
ابتدا ، اختتام تیرےؐ نام

وہ کریں قتلِ عام تیرےؐ نام
قتل ہوں ہم غلام تیرےؐ نام

(میر انجم پرویز)

اسلامی خلافت سے متعلق
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم پیشگوئی
تاریخ کے آئینہ میں

(خالد سیف ا للہ خان۔ آسٹریلیا)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں نبوت وخلافت کے مختلف ادواراور ان کی خصوصیات کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی فرمائی جو لفظاً لفظاً صفائی سے پوری ہوچکی ہے۔ آج بھی اس کا ظہور ہورہا ہے۔اور قیامت تک پوری ہوتی چلی جائے گی اور خدا کے وجود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر گواہی دیتی رہے گی۔اگراس پیشگوئی کے پس منظر میں تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو بڑے ایمان افروز اور حیرت انگیز امور سامنے آتے ہیں۔تاریخی تفصیلات میں گئے بغیر چند امور اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

مذکورہ بالا پیشگوئی کے الفاظ قابل غور ہیں۔

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ تَکُوْنُ النُّبُوَّةُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ أَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ أَنْ یَرْفَعَهَا ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةً عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ أَنْ تَکُوْنَ۔ثُمَّ یَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ یَرْفَعَهَا۔ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکاً عَاضًّا فَیَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ یَکُوْنَ۔ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ أَنْ یَرْفَعَهَا۔ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکاً جَبْرِیَّةً فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَکُوْنَ۔ثُمَّ یَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ أَنْ یَرْفَعَهَا۔ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةً عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ۔ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بحواله مشکوٰة باب الانذار والتحذیر صفحه 461۔ بحواله حدیقة الصّالحین۔مرتبہ ملک سیف الرحمٰن صاحب صفحہ 476)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔پھر وہ اسے اٹھالے گا۔اور مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ پر خلافت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اسے اٹھا لے گا۔پھر مُلْکاً عَاضًّا (ایک دوسرے کو کاٹنے والی بادشاہت) ہوگی جب تک اللہ چاہے گا وہ رہے گی۔ پھر اللہ اسے اٹھالے گا۔پھر مُلْکاً جَبْرِیَّةً (ایک جابر، زبردست اور اصلاح یافتہ ملوکیت) آئے گی جب تک اللہ چاہے گا رہے گی۔ پھر اللہ اس کو بھی اٹھالے گا۔پھر (دوبارہ) منہاج نبوت پر (نبوت کے طریق اور سنت پر) خلافت قائم ہو گی۔پھر آپؐ خاموش ہوگئے"۔

مذکورہ بالا حدیث میں امت محمدیہ میں خلافت کے چار ادوار بیان فرمائے گئے ہیں۔

(1) منہاج نبوت پر خلافت۔

(2) خلافت کے نام پر مُلْکاً عَاضًّا (ایک دوسرے کو کاٹنے والی بادشاہت)۔

(3) خلافت کے نام پر مُلْکاً جَبْرِیَّةً (ایک اصلاح شدہ واصلاح کنندہ عظیم بادشاہت)۔

(4) دوبارہ منہاج نبوت پر خلافت۔

(5) ثُمَّ سَکَتَ (پھر آپ خاموش ہوگئے۔) یعنی دوسری منہاج نبوت والی خلافت ہمیشہ چلتی چلی جائے گی اوراس کے بعد کوئی برائے نام خلافت بھی قائم نہ ہوسکے گی۔

حدیث میں بیان فرمودہ ادوار کی تاریخ

عہد نبوت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک 20/اپریل 571ء۔نزول قرآن کا آغاز 20/اگست 610ء۔ ہجرت مدینہ 11/ستمبر 622ء۔فتح مکّہ دسمبر 629ء اور وصال مبارک 26یا27/مئی 632ء۔

(عہد نبوی کا قمری شمسی کیلنڈر از مولانا دوست محمد شاہد)

خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةَ (632ء تا 661ء)

منہاج کا لفظ نہج سے ہے جس کے معنے واضح طریق یعنی کھلے رستہ کے ہیں اور منہاج نبوت کے معنے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ، شریعت، سنت اور طریق۔ یہ 29 سال کا خلافت راشدہ کا دور تھا جس میں خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق پر گامزن رہی۔اس خلافت کے ذریعہ خدا نے آیت استخلاف (سورۃ النور آیت 56) میں کئے گئے وعدہ کو پورا فرمایا۔ پہلے خلیفۂ اسلام کے آدم ثانی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔آپ کا عہد 632ء تا 634ء عیسوی تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا 634ء تا 644ء۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا 644ء تا 656ء اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا 656ء تا 661ء۔

خلافت کے نام پر مُلْکًا عاضًّا کا دور (661ء تا 1516ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دور کی نمایاں خصوصیات اس کے نام میں بیان فرمادی تھیں۔اس لئے اس کے نام کے معنوں پر غور کرنا ضروری ہے۔اَلْعَضُّ کے معنے کسی چیز کو دانت سے پکڑنے یا کاٹنے کے ہوتے ہیں۔ عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ (آل عمران: 120)۔ تمہارے خلاف غصہ سے انگلیاں کاٹتے ہیں۔یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ (سورۃ الفرقان آیت28)۔جس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا۔ اَلْعِضَاضُ جانوروں کا ایک دوسرے کو دانتوں سے کاٹنا (المفردات)۔پس مُلْکًا عَاضًّا سے مراد ایسی ملوکیت ہے جس میں خلافت کے دعویدار ایک دوسرے کے گلے کاٹیں۔

اس زمانہ میں خلافت کا تصور یہ تھا کہ سارے اسلامی ممالک کا ایک ہی خلیفہ ہو اور وہی حکومت کا سربراہ ہو۔ مشہور تھا اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَیْشٍ کہ امام یعنی خلیفہ قریش میں سے ہونا ضروری ہے۔وہی حکومت کرنے کا حقدار ہے اس لئے مختلف ممالک کے حکمران جو اپنے آپ کو سلطان کہتے تھے وہ ان خلفاء سے ہی سند سلطانی یا حکومت کرنے کا اختیار حاصل کیا کرتے تھے۔

لیکن تاریخ میں عملاً خلیفہ کی حیثیت بدلتی رہی ہے۔ اگر کسی زمانہ میں خلیفہ کے پاس حکومت بھی تھی تو کبھی خلیفہ خود بھی سلطان کا وظیفہ خوار اور اس کی زیر حفاظت بطور ایک پیر کے زندگی بسر کرتا تھا۔جیسے مصر کی مملوکی حکومت کا عباسی خلیفہ۔اگرچہ خلیفہ کا لفظ اسی پر اطلاق پاتا تھا جو سارے عالم اسلام کا ہو لیکن کبھی ایک یا دو تین ملکوں کے بادشاہ نے بھی اپنے لئے خلیفہ کا ٹائٹل استعمال کیا جیسے مصر میں فاطمی شیعہ خلافت 969ء تا 1117ء یا سپین میں اموی خلافت 755ء تا 1016ء۔

چونکہ بنوامیہ، بنوعباس اور بنی فاطمہ سبھی قبیلہ قریش سے تھے اس لئے مُلْکًا عَاضًّا کا دور جو 661ء تا 1516ء (855 سال) رہا اس میں سبھی خلفاء بلا استثناء قریشی تھے۔ اس دور میں بنوامیہ کا دور حکومت 661ء تا 749ء۔بنوعباس کا بغداد میں 749 تا 1258 اور پھر مصر میں 1261ء تا 1516ء رہا۔

بنوامیہ کی حکومت کا خاتمہ بنوعباس نے کیا اور بغداد سے عباسی خلافت کو 1258ء میں ہلاکو خان نے ختم کیا۔اس کے بعد اڑھائی سال تک عالم اسلام میں کوئی خلیفہ نہ تھا۔ جب ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا اس وقت مصر میں مملوکوں یعنی غلاموں کی مضبوط حکومت قائم تھی۔ انہوں نے ہلاکو خان کی فوجوں کو شکست دے کر منگولوں کے سیلاب عظیم کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ پھر انہیں خیال آیا کہ ہم خلافت کو مصر میں منتقل کرلیں۔چنانچہ انہوں نے بغداد کے آخری خلیفہ مستعصم باللہ کے چچا ابوالقاسم احمد عباسی کو ڈھونڈ کر خلیفہ بنا دیا۔ وہ بغداد میں عرصہ سے قید تھا۔بغداد کی تباہی اور مستعصم باللہ کے قتل کے باعث کسی طرح قید خانہ سے نکل کر اور چھپ کر بھاگ گیا تھا اور ملک شام میں کسی جگہ روپوش تھا۔اس کو مصر لاکر 1261ء (13/رجب 659 ہجری) کو اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی۔

(تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ 566۔ از اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

مصر کو فتح کر کے اسے مملکت عثمانیہ میں شامل کرلیا گیا یوں مُلْکًا عَاضًا کا 855 سالہ دور پیشگوئی کے مطابق اپنے اختتام کو پہنچا۔

مُلْکاً عاضًّا کے الفاظ میں مضمر پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی

اس دور (661ء تا 1516ء) میں اگرچہ صوفیاء کرام کے ذریعہ اسلام دور دراز ملکوں میں پھیلا اور متعدد ممالک ان بادشاہوں نے فتح کئے لیکن بنوامیہ اور بنوعباس کے خلافت کے دعویداروں نے جس طرح ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں وہ بھی بہت ہی دردناک داستان ہے۔ تاریخ سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ (مُلْکاً عاضًّا) کیسے پورے ہوئے۔

681ء (سن 61 ہجری) میں یزید پلید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مع ستّر کے قریب افراد خاندان و قبیلہ میدان کربلا میں شہید کردیا۔بنوامیہ کا عمومی طریق بھی ایسا ہی تھا۔مؤلف تاریخ اسلام لکھتے ہیں: "بنوامیہ نے اپنی حکومت وخلافت کے قیام واستحکام کے لئے ظلم وتشدد اور لوگوں کے قتل کرنے میں دریغ وتامل نہیں کیا۔خلفاء بنوامیہ کے سب سے نامور اور کارگزار اہلکار وصوبیدار وہی تھے جو سب سے زیادہ لوگوں کو بے دریغ قتل کرنے اور سختی سے کام لینے والے تھے"۔

(تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ 242 از اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

بنوعباس کو جب بھی موقع ملا تو انہوں نے بھی اپنے مخالفوں کو قتل کرنے میں کوئی کم جوہر نہ دکھائے۔ تاریخ اسلام کے مصنف مذکور لکھتے ہیں:

"عبداللہ سفاح کا چچا عبداللہ بن علی جب 5 رمضان 132 ہجری کو دمشق میں داخل ہوا تو اس نے قتل عام کا حکم دیا۔جب آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد بوصیرہ میں قتل ہو چکا تو عباسیوں کے لئے سب سے ضروری کام بنوامیہ کا استیصال تھا"۔

(تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ 265 از اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

پھر لکھا ہے: عبداللہ بن عباس نے بصرہ میں بنوامیہ کے ایک گروہ کو قتل کر کے لاشوں کو راستہ میں پھینکوا دیا اور دفن کرنے کی ممانعت کردی۔ ان لاشوں کو مدتوں کتّے کھاتے رہے۔عبداللہ بن علی کے دوسرے بھائی یعنی سفاح کے چچا داؤد بن علی نے مکّہ اور مدینہ اور حجاز ویمن میں چن چن کر ایک ایک اموی کو قتل کرادیا اور بنوامیہ میں سے کسی کا نام ونشان باقی نہ رکھا۔

(تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ 267 از اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

مُلْکاً جَبْرِیَّہ کا دور (1516ء تا 1924ء)

مُلْکًا جَبرِیَّہ کی نشانیوں کو سمجھنے کے لئے لفظ جَبرِیَّہ کے معانی اور اس دور کے حالات و واقعات پر یکجائی نظر ڈالنا ضروری ہے۔جَبرِیَّہ کا لفظ جَبْر سے ہے جس کے اصلی معنے ہیں کسی قسم کے غلبہ سے کسی چیز کی اصلاح کرنا۔اس لئے یہ لفظ کبھی صرف اصلاح اور کبھی صرف قہر یا غلبہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔جب انسانوں کے لئے جبّار کا لفظ استعمال ہو تو اس کے معنے سرکش، قوی ہیکل، طاقتور اور دوسروں پر مسلّط ہونے والوں کے ہوتے ہیں۔ وَاجْبُرْنِیْ کے معنے ہیں اور میری اصلاح کر۔

(مفردات امام راغب۔لسان العرب)

مُلْکًا جَبرِیَّہ کے یہ سارے معنے مملکت عثمانیہ ترکیہ پر صادق آتے ہیں۔وہ ایک عظیم سلطنت تھی جس نے مصر پر تسلط کر کے وہاں کی بے بس خلافت کی جگہ مضبوط عثمانی خلافت ترکیہ قائم کی۔امور سلطنت کی اصلاح کی اور مسلمانوں کے اس عمومی عقیدہ کے باوصف پہلی بار تاریخ اسلام میں قریشیوں کی خلافت ختم کر کے غیر قریشیوں بلکہ غیر عربوں کی خلافت کو قائم کیا۔ اب نہ امویوں اور عباسیوں علویوں کے پاس خلافت رہی اور نہ ان کی باہمی رقابت اور مار کٹائی یعنی مُلْکًا عَاضًّا کا 855 سالہ دور ہمیشہ کے لئے اختتام کو پہنچا۔

سلطان سلیم خان عثمانی نے ایرانیوں کو شکست فاش دی، مصر کو فتح کیا، عراق اور عرب کو اپنے قبضہ میں لایا اور ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت قائم کر کے 1516ء (922 ہجری) میں مصر میں قائم خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر کے عثمانیوں میں خلافت اسلامیہ کے سلسلہ کو جاری کیا۔

(تاریخ اسلام جلد دوم از اکبر شاہ خان نجیب آبادی صفحہ 613)

جسٹس محمد منیر اپنی کتاب "اسلام ان ہسٹری" میں لکھتے ہیں: (ترجمہ) "سلطان محمد دوم کی وفات جو 1481ء میں ہوئی، کے بعد ان کے جانشین بایزید دوم نے یونان فتح کیا۔اس کے بعد (سلطان) سلیم نے آرمینیا اور مصر فتح کیا اور عباسی خلیفہ سے جو ان دنوں مصری سلطانوں کے زیر حفاظت رہتا تھا خلافت کا خطاب حاصل کیا"۔

(Islam in History by Justice Muhammad Munir-p 120)

سلطان سلیم عثمانی نے جب مصر فتح کیا تو آخری عباسی خلیفہ مستمسک باللہ نے خلافت کے تبرکات، عصا، چادر وغیرہ جو اس کے پاس نشان خلافت کے طور پر موجود تھیں سلطان سلیم کو دے دیئے۔اپنی خلافت بھی اس کو دے دی اور خود بھی اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرلی۔سلطان سلیم عثمانی مصر سے مستمسک کو اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لے گیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

(تاریخ اسلام جلد سوم صفحہ 427 از اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

یوں 1516ء میں مُلْکًا جَبرِیَّہ کا آغاز ہوا جو خلافت کی منسوخی تک یعنی 1924ء میں اپنے اختتام کو پہنچا۔

قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) سوا گیارہ سو سال تک عیسائی سلطنت کا دارالسلطنت رہنے کے بعد 29 مئی 1453ء (20 جمادی الاول 857 ہجری) کو سلطان محمد خان فاتح کے ہاتھوں فتح ہونے کے بعد عثمانیہ سلطنت کا دارالسلطنت بن گیا۔

(تاریخ اسلام حصہ سوم صفحہ 508 از اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

مُلْکًا جَبرِیَّہ کا زوال واختتام اور خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دور ثانی کا آغاز

1516ء میں سلطان سلیم نے مصر کو فتح کر کے خلیفہ کا منصب بھی سنبھال لیا۔ یہ حکومت خوب پھولی پھلی اور ایک وقت میں دنیا کی سب سے بڑی مملکت شمار ہوتی تھی۔ لیکن جونہی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دور ثانی کا وقت قریب آنے لگا خلافت و سلطنت عثمانی دونوں دن بدن کمزور پڑنے لگے۔

23 مارچ 1889ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اسی سال 1889ء میں The Progressive University Students نے Young Turks کے نام سے ایسوسی ایشن بنائی جس کا مطالبہ تھا کہ دستور کے قانون اساسی کو بحال کیا جائے جس کے تحت مذہبی خلافت کو سلطان کی سیکولر حکومت سے علیحدہ کیا گیا تھا مگر جلد بعد ہی منسوخ کر کے دوبارہ دونوں عُہدوں کو ایک ہی وجود میں جمع کر دیا گیا تھا۔ یہ مطالبہ زور پکڑتا گیا اور 13 مئی 1908ء کو ترکی کی Committee of Union and Progress (CUP) نے سلطان کو نوٹس دے دیا کہ اگر قانون اساسی بحال نہ ہوا تو سلاطین عثمانیہ کی حکومت خطرہ میں ہوگی۔ چنانچہ 24 جولائی 1908ء کو قانون اساسی بحال کر کے خلیفہ اور سلطان کے عہدے علیحدہ کر دیئے گئے۔ خلافت کمزور ہوتی گئی اور جنگ عظیم اول کے بعد جبکہ خلافت عثمانیہ اپنی حکومت کے اکثر حصے کو کھو چکی تھی اتاترک مصطفیٰ کمال نے 3 مارچ 1924ء کو خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔ آخری خلیفہ عبدالمجید ثانی (Abdul Majeed II) تھا۔ آج کل خلافت کے تبرکات Top Kappi Palace میں بطور یادگار رکھے گئے ہیں۔ یوں مُلْکًا جَبرِیَّہ کا دور اپنے اختتام کو پہنچا کیونکہ منہاج نبوت پر خلافت کے دور ثانیہ کا آغاز ہو چکا تھا۔

مامور خلیفۃ الرسولؐ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عثمانی خلیفہ کے سفیر کو انتباہ

1897ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید کے سفیر حسین کامی کو بتایا کہ سلطان روم کی موجودہ حالت بربادی کو چاہتی ہے اور خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ”سلسلہ احمدیہ“ میں لکھتے ہیں:

”سفیر ترکی کی قادیان میں آمد اور ایک خدائی نشان:

1897ء میں ایک اور اہم واقعہ بھی پیش آیا اور وہ یہ کہ حسین کامی جو حکومت ترکی کی طرف سے ہندوستان میں سفیر تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کی غرض سے قادیان آیا اور علیحدگی میں ملاقات کی خواہش کر کے سلطان ترکی کے لئے دعا کی درخواست کی اور ساتھ ہی یہ بھی پوچھا کہ اگر سلطان کی حکومت کے متعلق آپ کو خدا کی طرف سے کچھ معلوم ہو تو مجھے بتائیں۔ آپ نے اسے بتایا کہ مَیں تمہارے سلطان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور اس کی سلطنت کا حال بھی مجھے خراب نظر آتا ہے اور اپنے دعویٰ کے متعلق بھی حضرت مسیح موعودؑ نے حسین کامی کو سمجھایا کہ اب میری بعثت کے بعد مسلمانوں کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ میری اتباع کو قبول کریں۔ ورنہ خواہ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا اس کا انجام اچھا نہیں۔ چنانچہ آپ اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے خود تحریر فرماتے ہیں کہ ”مَیں نے اسے صاف کہہ دیا کہ سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور مَیں کشفی طور پر اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ یہی وہ باتیں تھیں جو سفیر کو اپنی بدقسمتی سے بہت بُری معلوم ہوئیں۔ مَیں نے کئی اشارات سے اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصوروار ہے۔ خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسانی کی ہمدردی چاہتا ہے اور روم کی حالتِ موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔ توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ...... ماسوا اس کے میرے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کے بارہ میں بھی کئی باتیں درمیان میں آئیں۔ مَیں نے اس کو بار بار سمجھایا کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں...... اور خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں تیر کی طرح اس کو لگتی تھیں“۔

(اشتہار مورخہ 24 مئی 1897ء۔ سلسلہ احمدیہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 77-78)

سفیر ترکی نے قادیان سے واپس جا کر اخبارات میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اعلان شائع کرایا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ کسی جرم کی وجہ سے ترکی حکومت کے زیر عتاب آ کر سفارت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کے املاک وغیرہ ضبط کر لئے گئے۔ (اشتہار حضرت مسیح موعودؑ مورخہ 18 نومبر 1899ء) اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے بعد خود سلطان ترکی اور ان کے خاندان کی بھی جو حالت ہوئی وہ تاریخ کا ایک کھلا ہوا ورق ہے جسے اس جگہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ اس کے بعد ترکی کے ملک میں بغاوت ہوئی اور سلطان اپنے عہدہ سے معزول ہو کر جلاوطن ہوا اور بالآخر حکومت ترکی نے سلطان اور خلیفۃ المسلمین کا عہدہ ہی منسوخ کر کے اس سلسلہ کا خاتمہ کر دیا“۔ (ایضاً صفحہ 78-79)

وہی ینگ ٹرکس (The Young Turks) کی تحریک جو 1889ء میں شروع ہوئی تھی اس نے سلطان عبدالحمید دوم کو 1909ء میں تخت سے علیحدہ کر دیا۔

خلافت علیٰ منہاج نبوت کا تصور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُلْکًا جَبرِیَّہ کے دور کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دور ثانی کے قیام کی بشارت دی تھی اس میں یہ پیشگوئی مضمر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے اُمّت محمدیہ کے اندر کوئی مامور خلیفہ ظاہر ہوگا یعنی اسے مقام نبوت حاصل ہوگا۔ اس پر اُمّتی نبی کے الفاظ اجتماعی حالت میں صادق آئیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اور اُسؐ کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامّہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں اُمّتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامّہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اُس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے“۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن۔ جلد 20 صفحہ 311)

لیکن غیر احمدیوں میں چونکہ مستقل نبوت کا ہی تصور ہے اس لئے ان کے نزدیک ”اُمتی“ اور ”نبی“ کے الفاظ متبائن ہیں۔ یعنی اگر کوئی امتی ہو تو نبی نہیں ہو سکتا اور اگر نبی ہے تو امتی نہیں ہو سکتا اس لئے نبی کا دعویدار لازماً اُمّت سے باہر ہوتا ہے حالانکہ یہ تصور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تو درست تھا کیونکہ آپؐ سے پہلے کوئی صاحبِ خاتَم نبی نہ تھا جس کی مہر سے کسی اُمّتی میں کمالات نبوت منعکس ہو سکتے۔ یہ مقام صرف ہمارے پیارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے عطا کیا ہے کہ آپؐ کے اُمّتی بھی آپ کی غلامی میں گزشتہ انبیاء کا روحانی مقام حاصل کر سکتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

پس ”خلافت علیٰ منہاج نبوت“ کے الفاظ میں یہ پیشگوئی مضمر تھی کہ کوئی مامور خلیفۃ الرسول جو اُمّتی ہونے کے ساتھ نبی بھی ہو ظاہر ہوگا اور اس کے بعد اس کے طریق پر چلنے والی خلافت آئے گی جو دراصل اسکے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی خلافت ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماموریت کا الہام مارچ 1882ء میں ہوا تھا اور اسی سال براہین احمدیہ حصہ سوم میں شائع ہوا تھا۔ کوئی غیر مامور نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور مامور کا نبی ہونا ضروری ہوتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 197۔ مطبوعہ لندن)

مامور خلیفہ خدا کی صفت رحمانیت کے تحت آتا ہے جب ایمان اور عمل صالح نہ رہیں۔ اور غیر مامور خلیفہ خدا کی صفت رحیمیت کے تحت جب نبی کے ذریعہ جماعت میں ایمان اور عمل صالح قائم ہو چکا ہوتا ہے۔

(’خلافت راشدہ‘۔ خطاب حضرت مصلح موعودؓ صفحہ 81-80)

بنی اسرائیل چونکہ بار بار بگڑ جاتے تھے اور شریعت کو بھلا بیٹھتے تھے یا بگاڑ دیتے تھے اس لئے ان میں نبی بطور خلفاء موسیٰ آتے رہے اور مسلمانوں میں چونکہ خدا نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا تھا اور دین بھی مکمل ہو چکا تھا اس لئے ایمان کو قائم کرنے کے لئے خدا کی صفت رحیمیت کے تحت غیر نبی خلفاء آتے رہے حتی کہ مامور خلیفہ مسیح موعود آ گیا۔ خلافت کا وعدہ دائمی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مذکورہ بالا کے مطابق دوسری بار کی خلافت علی منہاج نبوت کا ذکر فرما کر خاموش ہو گئے تھے (ثُمَّ سَکَتَ)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور نبوت قیامت تک ممتد تھا۔ اگر خلافت کے بعد کوئی اَور دَور بھی اُمّت محمدیہ کے لئے مقدر ہوتا تو آپؐ اس کا بھی ذکر فرما دیتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا وعدہ دے چکا ہے کہ اس دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفے پیدا کرے گا اور قیامت تک اس کو قائم کرے گا“۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 515)

نیز قدرت ثانیہ یعنی خلافت کے متعلق فرمایا:

”تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا“۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20۔ صفحہ 305)

آیت استخلاف میں خدا تعالیٰ نے خلیفہ کے منکر کو فاسق قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اور یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ النور:56)۔ یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں۔ پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے“۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 344)

”موسوی سلسلہ سے مشابہت جو لفظ ’کَمَا‘ میں بیان کی گئی ہے اس کی رُو سے مسیح موعود کا غیر قریشی ہونا ضروری تھا۔ جس طرح عیسیٰؑ بوجہ بن باپ ہونے کے موسیٰؑ کی قوم کے نہ تھے“۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17۔ صفحہ 183 تا 194)

نیز فرمایا: ”قرآن شریف کی یہ آیت بھی کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ (سورۃ النور:56) یہی چاہتی ہے کہ اس اُمّت کے لئے چودھویں صدی میں مثیل عیسیٰ ظاہر ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے تا دونوں مثیلوں کے اول و آخر میں مشابہت ہو“۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 500)

یعنی اُمّت کے بزرگ جو کہا کرتے تھے کہ امام مہدی چوھویں صدی میں ظاہر ہوں گے اور گو اس کا آخری دن بھی آ جائے گا وہ لمبا ہو جائے گا اور ختم نہیں ہوگا جب تک امام مہدی نہ آ جائیں ان کی بنیاد ان کے کشوف کے علاوہ آیت استخلاف پر بھی تھی۔

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حدیث کو لفظاً لفظاً پورا فرما دیا اور وہ سارے ادوار جن کا حدیث مذکورہ بالا میں ذکر تھا وہ نہایت ایمان افروز طریق پر یکے بعد دیگرے آ چکے ہیں۔ اور خلافت علی منہاج نبوت کا آخری دور جس کا ذکر فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے تھے وہ آج کل جاری ہے اور قیامت تک قائم و دائم رہ کر اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی صداقت پر گواہی دیتا رہے گا۔ انشاء اللہ۔

حدیث میں مذکور دور متّصل تھے اور ان کے درمیان کوئی وقفہ نہ تھا

کچھ عرصہ ہوا ایک پاکستانی ٹی وی چینل پر مشہور دفاعی تجزیہ نگار زید حامد نے اس حدیث کو بیان کیا اور کہا کہ آخری دور خلافت علیٰ منہاج نبوت کا ابھی آنے والا ہے اور وہ ضرور قیامت سے پہلے آئے گا۔ مَیں نے فوراً انہیں ای میل کے ذریعہ لکھا کہ پہلے سارے دور متّصل تھے اور ایک کے زوال کے ساتھ ہی دوسرے کے آثار ظاہر ہو جاتے تھے۔ نبوت کے فوراً بعد خلافت راشدہ آئی۔ پھر خلافت کے نام پر ملوکیت کے دو دَور آئے۔ پہلے امویوں کا، پھر عباسیوں کا۔ اور پھر غیر قریشی خلافت ترکی میں چلی جس کے زوال کے ساتھ ہی خلافت علی منہاج نبوت کا دوسرا دور 1908ء میں حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ کی ذات سے شروع ہوا اور آج کل اس سلسلہ کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد (ایدہ اللہ) کا زمانہ ہے۔ اس پر ضرور غور فرمائیں۔ مجھے ان کی طرف سے جواب نہیں آیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو حدیث مذکورہ بالا میں بیان کی گئی عظیم الشان پیشگوئی پر غور کرنے اور اس میں دیئے گئے پیغام پر لبّیک کہنے کی توفیق دے۔ آمین

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ 2013ء

لندن سے روانگی، لاس اینجلیز (Los Angeles) میں ورود مسعود، ایئرپورٹ پر لاس اینجلیز کاؤنٹی کے Sheriff اور سٹی کونسل کے ممبر کی طرف سے خوش آمدید، مسجد بیت الحمید میں آمد اور احباب جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال، مسجد بیت الحمید کمپلیکس کا معائنہ، انفرادی و فیملی ملاقاتیں اور دورہ کی پریس کوریج

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امریکہ میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

4؍مئی بروز ہفتہ 2013

آج کا دن جماعت احمدیہ امریکہ کی تاریخ میں ایک تاریخ ساز اور انتہائی برکتوں کا حامل دن ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ کے لئے اپنا تیسرا سفر اختیار فرمایا۔ اس سفر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ امریکہ کے مغربی حصّہ (West Coast) کی طرف یہ پہلا سفر ہے اور کیلیفورنیا (California) سٹیٹ کی جماعتیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک وجود سے براہ راست فیضیاب ہوں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جون 2008ء میں امریکہ کا پہلا دورہ فرمایا تھا جو امریکہ کے مشرقی حصّہ کی طرف تھا۔ اس سفر میں حضور انور نے Washington میں قیام فرمایا اور جلسہ سالانہ کے لئے Harrisburg کے علاقہ میں تشریف لے گئے تھے۔

پھر 16 جون تا 3 جولائی 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امریکہ کا دوسرا دورہ فرمایا۔ یہ دورہ بھی امریکہ کے مشرقی علاقہ میں تھا۔ اس سفر کا آغاز شکاگو (Chicago) سے ہوا تھا۔ شکاگو کے علاوہ Baltimore, Virginia, Harrisburg Washington DC ,Pittsburg, Columbus, Dayton اور Zoin کی جماعتوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لے گئے اور یہ سب جماعتیں اپنے پیارے آقا کے بابرکت وجود سے بہرہ ور ہوئیں۔

اب یہ تیسرا سفر امریکہ کے مغربی حصّہ میں آباد جماعتوں اور ریاست کیلیفورنیا کے شہر لاس اینجلیز کا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے 3 مئی 2013ء کے خطبہ میں اس سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا: ’’میں ایک سفر پر جا رہا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔‘‘ آمین۔

4 مئی بروز ہفتہ 2013ء صبح سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد و خواتین جمع تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت احمدیہ غانا ان دنوں لندن میں ہیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت آپ کو یاد فرمایا اور شرف مصافحہ سے نوازا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی اور ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً آٹھ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہیتھرو ایئرپورٹ پر پہنچے۔ حضور انور کی آمد سے قبل سامان کی بکنگ، بورڈنگ کارڈ کے حصول کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ ایئرپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے مکرم امیر صاحب یوکے رفیق احمد حیات صاحب، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے، مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب صدر مجلس انصار اللہ یوکے، نمائندہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے، مکرم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن، مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (دفتر وکالت تبشیر)، مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب (امیر و مبلغ انچارج غانا) اور مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت خاص) اپنی سیکیورٹی ٹیم کے ہمراہ قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔

حضور انور نے ایئرپورٹ کے اندر جانے سے قبل ان تمام احباب کو ازراہ شفقت شرف مصافحہ بخشا۔

ایئرپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یونائیٹڈ ایرلائن کی ’’کسٹم سروس مینجر‘‘، ’’ریجنل سیکیورٹی آفیسر‘‘ اور ’’برٹش ایرویز کی ڈیوٹی مینجر‘‘ نے خوش آمدید کہا اور ایک خاص پروٹوکول انتظام کے تحت ایئرپورٹ کے اندر سپیشل لاؤنج میں لائے۔

دس بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جہاز میں سوار ہوئے یونائیٹڈ ایرلائن کی پرواز UA935 دس بج کر پچاس منٹ پر ہیتھرو ایئرپورٹ لندن سے لاس اینجلیز (امریکہ) کے لئے روانہ ہوئی۔ یونائیٹڈ ایئرلائن کا ’’نیشنل آپریشن سینٹر‘‘ شکاگو (امریکہ) میں ہے جو اس ایئرلائن کی تمام فلائٹس سے رابطہ میں رہتا ہے۔ شکاگو کا یہ ’’نیشنل آپریشن سینٹر‘‘ اس فلائٹ کو VIP کے طور پر Track کر رہا تھا اور جہاز کے Crew سے مسلسل رابطہ میں تھا۔

قریباً گیارہ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد جہاز لاس اینجلیز کے مقامی وقت کے مطابق ایک بج کر 25 منٹ پر لاس اینجلیز کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔

[لاس اینجلیز (امریکہ) کا وقت لندن (یوکے) کے وقت سے آٹھ گھنٹے پیچھے ہے۔]

جہاز کے دروازے پر امیر صاحب یوایس اے مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب، مکرم حمید الرحمٰن صاحب (نائب امیر)، مکرم منعم نعیم صاحب (نائب امیر) نے حضور انور کا استقبال کیا۔ اور اس موقع پر امیگریشن چیف سپروائزر، یونائٹڈ ایرلائن کی کسٹم سروس مینجر اور ڈگنٹری پروٹیکشن یونٹ (Dignitary Protection Unit) کے مینجر نے بھی حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

امیگریشن پراسس کے لئے خصوصی طور پر تین ڈیسک مقرر کئے گئے تھے۔ ایک خصوصی انتظام کے تحت امیگریشن پراسس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئے۔ اس موقع پر مکرم نسیم مہدی صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج یوایس اے، مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب (نائب امیر)، مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب، مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب (نائب امیر)، مکرم اظہر حنیف صاحب (نائب امیر و مبلغ سلسلہ)، مکرم داؤد احمد حنیف صاحب (مبلغ سلسلہ)، مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب (مبلغ سلسلہ لاس اینجلیز) مکرم ڈاکٹر بلال رانا صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ) اور بعض دیگر جماعتی عہدیداران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کو محترمہ قانتہ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم امیر صاحب یو ایس اے اور محترمہ عزیزہ رحمان صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب (نائب امیر یوایس اے) نے خوش آمدید کہا۔

❁......Los Angeles کاؤنٹی کے Sheriff (یعنی شہر کے پولیس ہیڈ) Mr. Le Baca نے لاؤنج میں آ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو لاس اینجلیز آمد پر خوش آمدید کہا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ جس طرح اس شہر کا نام ’’فرشتے‘‘ ہے۔ آج حضور انور کی اس شہر میں آمد سے حقیقی طور پر یہ نام اس شہر پر صادق آتا ہے۔ موصوف نے بتایا کہ ہمارا یہ شہر مختلف مذاہب اور لا مذہب گروپس کی آماجگاہ ہے اور سبھی قومیں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ یہاں امن کے ساتھ رہتے ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہ یہاں مسلمانوں کے مختلف فرقے بھی ہیں اور کیا وہ آپس میں امن سے رہتے ہیں؟ موصوف نے بتایا کہ مسلمانوں کے مختلف فرقے ہیں۔ ایران، آذربائیجان سے آنے والے بھی یہاں آباد ہیں لیکن سب باہم مل کر رہتے ہیں۔ ایرانی شیعہ بھی کوئی پرابلم نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا بعض دفعہ احمدیوں کے ساتھ دوسروں کی طرف سے پرابلم ہوتا ہے۔ موصوف نے بتایا کہ وہ پاکستان جا چکے ہیں۔ اسلام آباد اور پشاور جا چکے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جب دوبارہ جائیں تو ربوہ بھی جائیں۔

❁......شہر لاس اینجلیز کی طرف سے کونسل ممبر Dennis Zine بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہنے کے لئے ایرپورٹ پر لاؤنج میں آئے اور حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شہر کی کونسل کی طرف سے خیرسگالی کا پیغام دیا اور حضور انور کو بتایا کہ ہمارا شہر رنگ و نسل اور قومیت کے لحاظ سے کیلیفورنیا کا سب سے بڑا شہر ہے جس میں پانچ لاکھ مسلمان بستے ہیں۔ ہمارا شہر امریکہ میں مسلمانوں کے رہنے کے لحاظ سے سب سے بہترین جگہ ہے۔ موصوف نے کہا کہ یہاں جماعت احمدیہ ایک بڑی مضبوط کمیونٹی ہے۔ میری یہ خواہش اور تمنّا ہے کہ میں لاس اینجلیز میں ہزاروں احمدیوں کو آباد دیکھوں۔

❁...... کونسل ممبر Dennis Zine نے City of Los Angeles کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سرٹیفکیٹ آف ویلکم (Certificate of Welcome) پیش کیا جس میں یہ الفاظ تحریر تھے۔ ’’حضور انور کے لاس اینجلیز کے وزٹ کے موقع پر سٹی کونسل کی طرف سے ہم اپنی دلی تمناؤں اور بھرپور نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ حضور انور دوبارہ بھی اس شہر کا وزٹ کریں گے۔‘‘

آخر پر شہر کی پولیس کے ہیڈ Mr. Le Baca نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بڑی محبت سے عرض کیا کہ میرے درجنوں پولیس مین باہر آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ایک خصوصی راستہ کے ذریعہ ایئرپورٹ سے باہر لایا گیا جو صرف انتہائی خصوصی اہمیت کے حامل مہمانوں اور Dignitaries کے لئے مختص ہے۔ اس دروازہ کے ساتھ ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گاڑی کھڑی کی گئی تھی۔

اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایئرپورٹ سے روانہ ہوئے۔ پولیس کی ایک گاڑی اور چار موٹر سائیکل قافلہ کو Escort کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ آٹھ دس موٹر سائیکل مختلف فاصلوں پر چلتے ہوئے ساتھ ساتھ راستہ کلیئر کر رہے تھے۔ قریباً پچاس منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جماعت لاس اینجلیز کے مرکزی سینٹر ’’بیت الحمید‘‘ تشریف آوری ہوئی۔

اپنے پیارے آقا کے استقبال اور حضور انور کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے امریکہ کی اس ریاست کیلیفورنیا کی مختلف جماعتوں کے علاوہ دور دراز شہروں اور بستیوں میں آباد حضور انور کے عشّاق ہزاروں کی تعداد میں صبح سے ہی ’’بیت الحمید‘‘ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ مرد و خواتین اور بچوں، بوڑھوں کا ایک ہجوم تھا جو اپنے پیارے اور محبوب آقا کے پُرنور چہرہ پر ایک نظر ڈالنے کے لئے بیتاب تھا۔

سال 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے لاس اینجلیز کا دورہ فرمایا تھا۔ اب قریباً انیس سال بعد خلیفۃ المسیح کے مبارک قدم اس سرزمین پر پڑے تھے۔ بہت سے خاندان اور فیملیز ایسی تھیں جنہوں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو براہ راست اپنے انتہائی قریب سے دیکھا تھا۔ ان کا تو ایک ایک لمحہ بیتابی سے گزر رہا تھا۔ لاس اینجلیز جماعت کے

مختلف حلقوں کے علاوہ یہ عشّاق امریکہ کے اکاون مختلف علاقوں اور جماعتوں سے بڑے لمبے سفر طے کر کے پہنچے تھے۔

Chicago,Zoin,St.Louis, Milwakee اور Oshkash کی جماعتوں سے آنے والے احباب دو ہزار کلومیٹر کا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ جب کہ Cleveland، Columbus اور Dayton سے آنے والے احباب اور فیملیز نے دو ہزار دوصد میل کا سفر اختیار کیا اور Alabama سے آنے والے دو ہزار تین صد میل کا سفر طے کر کے آئے۔ Virginia سے آنے والے خاندانوں نے اڑھائی ہزار میل کا سفر طے کیا۔ Pittsburg سے دو ہزار چھ صد میل اور فلاڈلفیا سے آنے والے خاندان دو ہزار آٹھ صد میل کا سفر طے کر کے اپنے محبوب آقا کے استقبال کے لئے پہنچے تھے۔

اور پھر جو عشّاق Miami, Washington, Boston, Baltimore, Launrel, Potomac, Triangle Research, New Jersey, Willingboro, Bronx, Brooklyn,Bronx, Long Island اور Rochester کے علاقوں سے آئے تھے وہ تین ہزار میل سے زائد سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ ہر ایک خوشی، مسرّت سے معمور تھا۔ بچوں اور بچیوں نے رنگ برنگ خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ہر چھوٹے بڑے کی نظر اس بیرونی گیٹ پر لگی ہوئی تھی جہاں سے کسی وقت بھی حضور انور کی گاڑی اس احمدیہ سینٹر میں داخل ہونے والی تھی۔ آخر وہ انتہائی بابرکت اور ہر ایک کے لئے یادگار اور تاریخ ساز لمحہ آ پہنچا جب حضور انور کی گاڑی بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ دوسری طرف مردوزن بچوں، بوڑھوں کے ہاتھ بلند ہو گئے اور ہر ایک کی نظر اپنے آقا پر مرکوز تھی۔ نعرے بلند کئے جا رہے تھے اور بچے اور بچیاں گروپس کی صورت میں خیر مقدمی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ جو لوگ پہلی بار اپنے آقا کو دیکھ رہے تھے ان کے لئے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ بہتوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ان لوگوں کے لئے یہ ایسے لمحات تھے کہ اپنے جذبات پر قابو رکھنا ان کے بس میں ہی نہ تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنے ہاتھ بلند کر کے ان کے نعروں اور السلام علیکم کا جواب دے رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قیام کا انتظام ''مسجد بیت الحمید'' کے احاطہ میں واقع رہائشی حصّہ گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تھا۔ حضور انور احباب کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد بیت الحمید کمپلیکس کا معائنہ

جماعت احمدیہ لاس اینجلیز کی اس مرکزی ''مسجد بیت الحمید'' کی تعمیر 1987ء میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور سال 1989ء میں اس کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کے مردانہ اور زنانہ ہال میں پانچصد اسّی افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف پروگراموں کے لئے مردوں اور خواتین کے لئے دو علیحدہ علیحدہ طاہر ہال اور مسرور ہال ہیں۔ ان دونوں میں بھی مجموعی طور پر ایک ہزار کے لگ بھگ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کمپلیکس میں چار کشادہ کلاس روم اور آٹھ دفاتر ہیں۔ اس کے علاوہ ایک لائبریری ہے اور دو کانفرنس روم ہیں۔ مبلغ سلسلہ کی ایک کشادہ رہائشگاہ اور ایک گیسٹ ہاؤس بھی ہے۔ ایک لنگر خانہ بھی تمام بنیادی ضروریات کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے جس میں تین ہزار افراد کے لئے کھانا پکانے کا انتظام ہے۔ لنگر خانہ کے ساتھ ہی ایک ڈائننگ ہال بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ جماعت کے اس مرکزی سینٹر کا مجموعی رقبہ پانچ ایکڑ ہے اور سارا رقبہ پختہ ہے اور یہاں 370 گاڑیوں کے پارک کرنے کی جگہ موجود ہے جو رقبہ تعمیر شدہ ہے وہ 23 ہزار مربع فٹ ہے۔

جماعت احمدیہ کا یہ سینٹر کمیونٹی سروسز کے لئے بھی مہیّا ہے۔ کسی ایمرجنسی کی صورت میں حکومت اس سینٹر کو عارضی پناہ گاہ کے طور پر بھی استعمال کرتی ہے۔ اس طرح حکومت پولنگ اسٹیشن کے طور پر بھی استعمال کرتی ہے۔ جماعت کا یہ سینٹر شہر کی ایک کھلی، کشادہ سڑک پر واقع ہے۔

سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الحمید میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سارے کمپلیکس کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف دفاتر اور ہال دیکھے اور لنگر خانہ میں بھی تشریف لے گئے۔ یہاں شام کا کھانا پکایا جا رہا تھا۔ کارکنان نے حضور انور سے مصافحہ کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان کارکنان سے گفتگو بھی فرمائی۔

حضور انور نے گیسٹ ہاؤس کا بھی معائنہ فرمایا۔ اس کمپلیکس کے ایک کھلے احاطہ میں باسکٹ بال کورٹ تیار کیا گیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ گراؤنڈ دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو مکمل کورٹ ہے۔ ڈاکٹر طاہر خان صاحب نے اپنے بیٹے ظاہر خان صاحب کے نام سے اسے تعمیر کروا کر جماعت کو پیش کیا ہے۔ ان کا یہ بیٹا گزشتہ سال وفات پا گیا تھا۔

مسجد کے پارکنگ ایریا میں دو بڑی مارکی لگا کر مردوں اور خواتین کے کھانا کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور نے ان مارکیز کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔ اس معائنہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب (صدر جماعت لاس اینجلیز و نائب امیر جماعت یو ایس اے) سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے اور ساتھ ساتھ ہدایات فرماتے رہے۔

اس معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الحمید تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

لاس اینجلیز میں جماعت کا آغاز

لاس اینجلیز (Los Angeles) شہر کی بنیاد ستمبر 1781ء میں پڑی۔ 1821ء میں یہ شہر امریکہ کے ہمسایہ ملک میکسیکو کا حصّہ بن گیا۔ 1850ء میں یہ شہر امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا کا حصّہ بنا۔ اپنی آبادی کے لحاظ سے یہ امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا کا سب سے بڑا شہر ہے اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ 40 لاکھ کی آبادی پر مشتمل یہ شہر 498 مربع کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ اقتصادی لحاظ سے اس شہر کی پیداوار 831 بلین ڈالر ہے اور اس طور پر یہ دنیا کا تیسرا بڑا شہر ہے جبکہ پہلے دو شہر ٹوکیو اور نیویارک ہیں۔

لاس اینجلیز شہر میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ قیام 1974ء میں ہوا اور مکرم رحمت جمال صاحب اس جماعت کے پہلے صدر نامزد ہوئے۔

1976ء میں یہاں جماعت کی تعداد صرف دس فیملیوں پر مشتمل تھی۔ یہ تعداد آہستہ آہستہ بڑھتی رہی۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاس اینجلیز جماعت پانچصد خاندانوں پر مشتمل ہے اور یہاں آباد احمدیوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار سے زائد ہے اور بڑی مضبوط اور فعال جماعت قائم ہے۔

یہ وہی امریکہ ہے جہاں 1920ء میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو ملک کے اندر داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا اور آپ کو قید کر دیا گیا تھا۔ اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: امریکہ ہمیں ہرگز شکست نہیں دے سکتا۔ امریکہ میں ایک دن لَاإِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سارے امریکہ میں مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی شمال میں بھی اور جنوب میں بھی قریہ قریہ بستی بستی احمدی آباد ہیں اور بڑی مستحکم اور مضبوط اور فعال جماعتیں قائم ہیں اور امریکہ کے چپّہ چپّہ پر دن رات لَاإِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه صدا گونج رہی ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا امریکہ کے مغربی علاقوں (West Coast) کا یہ دورہ انتہائی غیر معمولی برکتوں اور کامیابیوں کا حاصل دورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دور تاریخ کا ایک انقلاب آفرین دور ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق جماعت احمدیہ ایک منزل سے دوسری منزل کو پھلانگتے ہوئے آسمان کی رفعتوں کو چھو رہی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سرزمین میں بھی جماعت کی عظیم الشان ترقی اور فتوحات کے لئے نئے دروازے کھل رہے ہیں اور جماعت احمدیہ امریکہ کامیابیوں کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔

5؍مئی 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجے ''مسجد بیت الحمید'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز کے ساتھ ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج صبح کے اس سیشن میں 58 فیملیز کے 269 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز لاس اینجلیز کے علاوہ Silicon Valley، Las Vegas اور Boston کی جماعتوں سے بڑے لمبے اور طویل سفر طے کر کے آئی تھیں۔ لاس ویگاس سے آنے والی فیملیز 200 میل اور سلیکان ویلی سے آنے والی 350 میل اور بوسٹن سے آنے والی تین ہزار میل کا طویل سفر طے کر کے آئی تھیں۔

ان سبھی احباب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

فیملی ملاقاتوں کے اس پروگرام کے آخر پر ملک سیرالیون سے تعلق رکھنے والے گیارہ زیر تبلیغ افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی ان میں سے ایک امام تھے اور باقی دوسرے مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان سے گفتگو فرمائی اور سبھی کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

ان احباب نے کہا کہ ہم حضور انور کے شکر گزار ہیں کہ سیرالیون میں سیرالیونین لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے جماعت احمدیہ بہت کام کر رہی ہے خصوصاً ہسپتالوں اور سکولوں کی تعمیر میں بہت کام ہوا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ''یہ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم انسانیت کی خدمت کریں۔''

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بج کر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''مسجد بیت الحمید'' میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق سہ پہر چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور مختلف جماعتوں سے آنے والے احباب اور فیملیز کی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج شام کے اس سیشن میں چالیس فیملیز کے 160 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آج ملاقات کرنے والوں میں Las Angeles کی جماعت کے علاوہ Silicon Valley، Portland اور Houston سے آنے والی فیملیز شامل تھیں۔

پورٹ لینڈ سے آنے والی فیملیز آٹھ صد میل اور ہیوسٹن سے آنے والی فیملیز ڈیڑھ ہزار میل کا سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

آج صبح اور شام کے سیشن میں ملاقات کرنے والوں میں 310 ممبران ایسی فیملیوں پر مشتمل تھے جو اپنی زندگی میں پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پا رہی تھیں۔ آج کا دن ان کی زندگیوں میں ایک انتہائی بابرکت اور یادگار دن تھا کہ زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قرب میں چند ساعتیں گزارنے کی سعادت ملی اور ڈھیروں برکتیں اور دعائیں حاصل کیں۔ کتنے ہی خوش نصیب ہیں یہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگی میں یہ سعادت پائی۔

جہاں یہ لوگ خود ان لمحات کو ہمیشہ یاد رکھیں گے وہاں ان کی نسلیں بھی ان گھڑیوں کو یاد رکھیں گی اور ان کی حفاظت کریں گی۔ ہماری ساری زندگی ایک طرف اور یہ چند لمحات ایک طرف جو ہمارا دین بھی سنوار گئے اور دنیا بھی سنوار گئے۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں سب کے لئے مبارک کرے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر دس منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''مسجد بیت الحمید'' میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

باقی صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ گیانا کے جلسہ سالانہ 2012ء کا کامیاب انعقاد

عزت مآب جناب سموئیل اے ہائنڈ (Samuel A. Hind) وزیراعظم ریپبلک آف گیانا اور متعدد اہم سرکاری وغیر سرکاری تنظیموں کے نمائندگان کی جلسہ سالانہ میں شمولیت اور جماعت احمدیہ کی مساعی کو خراج تحسین۔ صدر مملکت گیانا سے اُن کے دفتر میں جماعت احمدیہ کے وفد کی ملاقات۔ جلسہ میں ڈیڑھ صد افراد کی شرکت۔

رپورٹ: احسان اللہ مانگٹ۔ مبلغ انچارج گیانا

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گیانا نے اپنے اکتیسویں جلسہ سالانہ کا انعقاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے 15 و 16 دسمبر 2012ء بروز ہفتہ و اتوار کیا۔

جلسہ کی تیاری کے سلسلہ میں گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدیداران اور مختلف ممالک کے سفیروں نیز متعدد مسلم و غیر مسلم تنظیموں کے سربراہان سے رابطہ کیا گیا اور اُن کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کے دعوت نامے دیئے گئے۔ گیانا کے صدر نے مصروفیات کی وجہ سے شرکت سے معذرت کر لی اور وزیراعظم گیانا نے جلسہ میں شامل ہو کر صدر مملکت کی بھی نمائندگی کی۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کے لئے متعدد وقار عمل ہوئے۔ گزشتہ سالوں میں جلسہ گاہ مردانہ کو پختہ تیار کروایا گیا تھا، امسال زنانہ جلسہ گاہ کو بھی پختہ تیار کر لیا گیا۔ امسال تمام شاملین جلسہ کے لئے رجسٹریشن کارڈز تیار کروائے گئے تھے۔ 13 دسمبر کو ایک مشہور قومی اخبار میں جلسہ سالانہ کے تعارف پر مشتمل اشتہار شائع کیا گیا اور ٹیلی ویژن کے لئے ایک پروگرام بھی ریکارڈ کروایا گیا جو 16 دسمبر کی صبح نشر کیا گیا۔ اسی طرح ریڈیو اور ٹی وی پر Live پروگرام پیش کرنے کا بھی موقع ملا۔

امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج اور مکرم نوید احمد منگلا صاحب مبلغ کینیڈا کو جلسہ سالانہ گیانا میں شمولیت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

14 دسمبر کو نماز جمعہ کے بعد پانچ افراد پر مشتمل وفد نے ریپبلک آف گیانا کے صدر مملکت عزت مآب جناب Donald Ramotar سے ملاقات کی۔ وفد میں مکرم مبارک احمد نذیر صاحب مبلغ انچارج کینیڈا، مکرم نوید احمد منگلا صاحب مبلغ کینیڈا، مکرم آفتاب الدین ناصر صاحب نیشنل صدر جماعت گیانا، مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب مبلغ سلسلہ گیانا اور خاکسار احسان اللہ مانگٹ شامل تھے۔ بیس منٹ تک جاری رہنے والی اس ملاقات میں مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے صدر مملکت کو ''منارۃ المسیح قادیان'' کا خوبصورت ماڈل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی پُرمعارف کتاب "Life of Muhammad" پیش کی جسے صدر مملکت نے شکریہ کے ساتھ قبول کرتے ہوئے بہت خوشنودی کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں گے۔

15 دسمبر 2012ء

جلسہ سالانہ کے پہلے روز پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز دوپہر دو بجے ہوا۔ مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے افتتاحی اجلاس کی صدارت کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایک نعتیہ نظم کے بعد خاکسار نے اپنی افتتاحی تقریر میں ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے شفقت'' پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں تین اطفال نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اپنے مضامین پیش کئے۔

اس اجلاس میں کی جانے والی دوسری باقاعدہ تقریر مکرم آفتاب الدین ناصر صاحب صدر جماعت گیانا کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے حوالہ سے تھی۔ آپ نے ان شادیوں کا پس منظر بیان کرتے ہوئے اس ضمن میں غیروں کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کا ردّ پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم نوید احمد منگلا صاحب مبلغ سلسلہ کینیڈا نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی کے موضوع پر تقریر کی۔

اس اجلاس میں بعض اہم مہمان بھی شامل ہوئے اور انہوں نے جماعت احمدیہ کی مختلف خدمات کو سراہا۔

1۔ مسلم یوتھ لیگ گیانا کے نمائندہ مکرم الحاج ریمنڈ عزیز صاحب اور سید عبدالستار صاحب بھی اجلاس میں شامل تھے اور انہوں نے جماعت کے کاموں اور معاشرتی اقدار کی بہتری کے لئے جماعتی خدمات کی تعریف کی۔

2۔ Shri Samaya Puran Mariamma Temple کے پنڈت (Mr. Deodat Tillack) اجلاس اوّل میں مہمان کے طور پر شریک ہوئے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے جماعت احمدیہ کے کردار کی تعریف کی۔

3۔ Sister Joyce Nauth گیانا مہا کالی دیمے رارا مندر کی نمائندہ کے طور پر جلسہ سالانہ میں شریک ہوئیں۔

4۔ Sister Jean نے برہما کماریز Brahma Kumaris کی نمائندگی میں جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔

5۔ امسال جلسہ سالانہ گیانا میں عزت مآب جناب سموئیل اے ہائنڈ (Samuel A. Hind) وزیراعظم ریپبلک آف گیانا بذات خود تشریف لائے۔ پہلے روز کی کارروائی کے آغاز میں تشریف لائے اور پوری کارروائی کے دوران موجود رہے۔ اختتام پر حاضرین سے مختصر خطاب بھی فرمایا اور کہا کہ گیانا کی حکومت جماعت احمدیہ کو باقی عوام کی طرح مکمل مذہبی آزادی مہیا کرتی ہے اور مذہبی اقدار کو قدر کی نظر سے دیکھتی ہے۔

ان تمام مہمانوں کے تأثرات کے بعد صدر اجلاس نے اختتامی دعا کروائی۔ جس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ وزیراعظم سموئیل اے ہائنڈ بھی عشائیہ میں شریک ہوئے۔

کھانے کے بعد مغرب و عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کی گئیں اور اس کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جو رات گئے تک جاری رہی۔

16 دسمبر 2012ء

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ فجر کی نماز کے بعد درس القرآن ہوا۔

جلسہ سالانہ کی کارروائی سے قبل ایک گھنٹہ کے لئے ٹیلی ویژن پر براہ راست پروگرام نشر کیا گیا جس میں چار مبلغین کے علاوہ نیشنل سیکرٹری تبلیغ بھی شامل ہوئے۔ اس پروگرام میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر بات ہوئی اور احباب کو جلسہ سالانہ میں شرکت کی ایک بار پھر دعوت بھی دی گئی۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز نیشنل صدر جماعت احمدیہ گیانا مکرم آفتاب الدین ناصر صاحب کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولانا عبدالرحمٰن خاں صاحب نے ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلم علماء کی نظر میں'' کے عنوان سے کی۔

اس کے بعد دوسری تقریر مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فلم، خاکے اور کتب کی اشاعت پر جماعت احمدیہ کا ردّعمل'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالہ سے باہمی معاشرتی تعلقات اور امن کی ضرورت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بدترین جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما کر وہ عملی مثالیں قائم فرمائیں جو منفرد ہیں۔

اس اجلاس میں بعض اہم مہمان بھی شامل ہوئے اور انہوں نے جماعت احمدیہ کی اسلامی اور انسانیت کے لئے کی جانے والی مختلف خدمات کو سراہا۔

1۔ Angel Network کے سربراہ مکرم شیلو مصطفیٰ صاحب بذات خود جلسہ میں شریک ہوئے اور جماعت کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات کا اظہار پیش کرتے ہوئے ایک سوونیئر بھی پیش کیا۔

2۔ مکرم ابوہریرہ صاحب جو کہ Ash Educational Trust کے سربراہ ہیں، وہ بھی حسب سابق اس جلسہ میں اپنے بعض طلباء اور فیملی کے ساتھ شامل ہوئے۔

3۔ Pastor Ronald Mc. Garrell جو کہ ایک عیسائی تنظیم فیملی فیڈریشن For World Peace کے سربراہ ہیں ہمارے جلسہ میں اپنے چند ممبران کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے جماعت کے ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کی بہت تعریف کی اور موجودہ زمانے کی نفرت انگیزیوں میں اس ماٹو کو امید کی کرن قرار دیا۔

4۔ فیڈریشن آف آرٹ اینڈ کلچر کی نمائندہ مکرمہ رامبہ وتی بسون Rambhawattie Bisun اپنی دو خواتین ساتھیوں سمیت جلسہ میں شامل ہوئیں اور جماعت کی طرف سے دعوت نامہ بھجوانے پر شکریہ ادا کیا۔

آخر میں صدر مجلس نے دعا کروائی اور دوپہر قریباً ایک بجے یہ اجلاس اختتام کو پہنچا۔

ظہرانہ کے بعد نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں۔

امسال جلسہ سالانہ میں ڈیڑھ صد سے زائد احباب شامل ہوئے۔

14 دسمبر 2012ء کو ایک نیشنل ٹی وی چینل NCN (نیشنل کمیونیکیشن نیٹ ورک) پر ایک پروگرام ریکارڈ کروا کر نشر کیا گیا جس کا دورانیہ نصف گھنٹہ تھا۔ اس پروگرام میں مکرم مبارک احمد نذیر صاحب، مکرم نوید احمد منگلا صاحب مکرم آفتاب الدین ناصر صاحب شامل ہوئے اور جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد اور برکات کے علاوہ جماعت کی اسلامی خدمات کا بھی تذکرہ کیا۔

اسی طرح NCN کے ریڈیو چینل پر بھی نصف گھنٹہ کا پروگرام پیش کیا گیا جس میں مکرم مبارک احمد نذیر صاحب، مکرم نوید احمد منگلا صاحب، خاکسار احسان اللہ مانگٹ اور مکرم اسماعیل محمد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ جلسہ کے شاملین کو اپنے فضلوں سے نوازے اور اس جلسہ کے ہر پہلو سے بابرکت نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

خلافت کی اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی نظر میں

حبیب الرحمٰن زیروی

❁......حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ اور نبی کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے۔ جوظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔‘‘

❁......’’چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن صفحہ 353)

❁......حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ 14 مارچ 1914ء کو تختِ خلافت پر متمکن ہوئے جس کے چند روز بعد حضور نے ’’کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔‘‘ کے عنوان سے ایک تاریخی ٹریکٹ شائع فرمایا جس میں فرمایا:

’’خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانہ میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی۔‘‘

❁......’’خلافت اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے اور اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔ اور ہمیشہ خدا تعالیٰ خلفاء مقرر کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی خدا تعالیٰ ہی خلفاء مقرر کرے گا۔ ......پس تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کرسکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی‘۔ (درس القرآن المجید مطبوعہ 1921ء)

❁......حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سلسلہ احمدیہ میں دائمی خلافت کی خوشخبری سناتے ہوئے 8رستمبر 1950ء کو کراچی میں ایک خطبہ جمعہ کے دوران یہ ایمان افروز ارشاد بھی فرمایا کہ:

’’میری وفات خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اُس دن ہوگی جس دن میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کامیابی کے ساتھ اپنے کام کو ختم کرلوں گا۔ ......اور وہ شخص بالکل عدم علم اور جہالت کا شکار ہے جو ڈرتا ہے کہ میرے مرنے سے کیا ہوگا؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ تمہارے لئے قدرتِ ثانیہ بھیج دے گا مگر ہمارے خدا کے پاس قدرتِ ثانیہ ہی نہیں اس کے پاس قدرتِ ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرتِ رابعہ بھی ہے۔ قدرتِ اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی۔ اور جب تک خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ساری دنیا میں پھیلا نہیں دیتا اس وقت تک قدرتِ ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرتِ رابعہ آئے گی اور قدرتِ رابعہ کے بعد قدرتِ خامسہ آئے گی اور قدرتِ خامسہ کے بعد قدرتِ سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا۔‘‘

(الفضل 22 ستمبر 1950ء صفحہ 6-7)

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’پس یہ برکتیں بتاتی ہیں کہ خلیفہ خدا نے مقرر فرمایا ہے کیونکہ ایسی نصرت کے کام، ایسی نصرت کے واقعات اور ایسی نصرت کے مظاہرے ہوتے ہیں کہ جن میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوتا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ جس طرح اس نصرت میں انسانی ہاتھ نظر نہیں آ رہا اسی طرح انتخاب خلافت میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان جو کہے اللہ تعالیٰ مجبور ہو جائے اور اس کی مدد اور نصرت کرنا شروع کردے۔ کیا تم اپنے زور سے اللہ تعالیٰ کو مجبور کرسکتے ہو؟ نہیں! جب تک تم اس کے فضل اور رحم کو جذب نہیں کرو گے، تم اس کی مدد اور نصرت کس طرح لے سکتے ہو۔‘‘

(خطبات ناصر جلد ششم صفحہ 524)

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’احمدیت نے دنیا کو محض نظریاتی اور اعتقادی لحاظ سے ہی ازسرنو وہ اسلام نہیں دیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلام تھا بلکہ وہ نظام بھی عطا کیا جو اس آسمانی پانی کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور دنیا کے کونے کونے تک اس کی ترسیل کا انتظام کرتا ہے۔ یہی وہ نظام ہے جسے اسلامی اصطلاح میں ’’نظام خلافت‘‘ کہا جاتا ہے اور جس کے بغیر دینی اقدار کی کماحقہ حفاظت ناممکن ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سے آج تک کی اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ نظام خلافت کا ہاتھ سے جاتا رہنا ہے۔ یہ صرف اسلام کا المیہ ہی نہیں بلکہ فی الحقیقت اسے چودہ سو سال میں تمام بنی نوع انسان کا سب سے بڑا المیہ کہنا چاہئے کیونکہ دنیا کی اکثریت کی اسلام سے محرومی کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اسلامی نظام خلافت کی برکات سے محروم ہے ...... یہ نظام چونکہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی منشاء اور ارادہ سے قائم ہوتا ہے اس لئے تاوقتیکہ آسمان پر خدا اس نظام کو ازسرنو قائم کرنے کا فیصلہ نہ فرمائے صرف انسانی ہاتھوں کے ذریعے اس کا قیام ناممکن ہے۔ پس اس المیہ کے بعد جو گزر گیا خدا تعالیٰ کا عظیم ترین فضل بھی یہی ہے کہ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر خلافت راشدہ اسلامیہ کو دوبارہ قائم فرمایا...... خلافت راشدہ کا نظام وہ جزا ہے جو توحید پرستوں کو اسی دنیا میں عطا ہوتی ہے اور آسمان پر ایک خدا کو ماننے والے زمین میں ایک ہاتھ پر اکٹھے ہوکر وحدت ملی کی ایک دل کش تصویر پیش کرتے ہیں۔ خلافت راشدہ کا نظام اعلان عام ہے اس ازلی اور ابدی سچائی کا کہ خدائے واحد نے اپنے بندوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ خلافت راشدہ کے قیام کے بغیر حقیقی توحید کا قیام ممکن نہیں چنانچہ قرآن کریم میں توحید خالص کو قیام خلافت کے پھل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’یہ تو نہیں ہوسکتا کہ خلیفہ اکیلا کام کرے بلکہ ساری جماعت کا نام ہی خلافت ہے اصل میں۔ خلافت ایک فرد کے ذریعے ظاہر ہو رہی ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ساری جماعت خلیفہ ہے خدا تعالیٰ کی اور اُس کی اجتماعیت کے نتیجے میں جو طاقت پیدا ہوتی ہے اُس کا مظہر خلیفۂ وقت ہوتا ہے۔ اس لیے جب مَیں کہتا ہوں ہم کام کریں گے یا مَیں کام کروں گا تو ایک ہی بات ہے۔ مَیں نے کام کرنا ہے تو آپ نے کرنا ہے، آپ نے کرنا ہے تو میں نے کرنا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے۔ ہماری مجموعی خدمت، مجموعی اخلاص، مجموعی تقویٰ کا نام خلافت ہے۔ اور اسی کا دوسرا نام جماعت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ رمارچ 1988)

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جماعت احمدیہ میں خلافت کی اطاعت اور نظام جماعت کی اطاعت پر جو اس قدر زور دیا جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ جماعتی نظام کو چلانے کے لئے یک رنگی پیدا ہونی ضروری ہے اور اس زمانے کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے کہ مسیح موعودؑ کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہونی ہے وہ **عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّۃ** ہونی ہے **اور وہ دائمی خلافت ہے** اور جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ:

’’خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس دائمی قدرت کے ساتھ وابستہ رہنے کے لئے، **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے جُڑے رہنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کے لئے، اطاعت کے وہ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے جو اعلیٰ درجہ کے ہوں** جن سے باہر نکلنے کا کسی احمدی کے دل میں خیال تک پیدا نہ ہو۔

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافت کے ساتھ عبادت کا بڑا تعلق ہے۔ اور عبادت کیا ہے؟ نماز ہی ہے۔ جہاں مومنوں سے دلوں کی تسکین اور خلافت کا وعدہ ہے وہاں ساتھ ہی اگلی آیت میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (النور: 57) کا بھی حکم ہے۔ پس تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو، کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم میرے شکر گزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہیں دو گے تو نافرمانوں میں سے ہو گے۔ پھر شکر گزاری نہیں ناشکر گزاری ہوگی اور نافرمانوں کے لئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کے لئے ہے۔ پس یہ انتباہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اپنی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتا کہ نظام خلافت کے فیض تم تک نہیں پہنچیں گے۔ اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ (النور: 56) یعنی میری عبادت کرو۔ اس پر عمل کرنا ہوگا۔ پس ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13؍اپریل 2007ء)

❁......اگر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو محبت، پیار اور نظام جماعت کا احترام اور اطاعت اور خلافت سے مضبوط تعلق پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13؍نومبر 2009ء)

❁......’’اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کرتے ہوئے مسیح موعود کو ماننے اور نظامِ خلافت کے سائے میں لاکر آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچایا ہے تو تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ اور اپنے زورِ بازو سے اس رسی کو کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ یا کسی کی اپنے زعم میں نیکیاں صرف اس رسی کو پکڑنے کے کام میں نہیں آ سکتیں۔ اس کے لئے پھر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کو حاصل کرنے کے لئے اس کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ جماعت کی لڑی میں پروئے رہنے اور اس سے فیض پانے، اسی طرح نظامِ خلافت کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے، اُس نظام سے فائدہ اٹھانے کے لئے جس کے دائمی رہنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی تقویٰ پر چلنا بھی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت سے فیض پانے کے لئے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرط کو رکھا ہے۔ ایمان کی مضبوطی تبھی ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت دل میں ہو۔ اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کی طرف توجہ تبھی ہوگی جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈالنے کی ہماری کوشش ہوگی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 16؍اپریل 2010ء)

❁......آپ فرماتے ہیں:

جماعت احمدیہ کو بحیثیت جماعت یا خلافتِ احمدیہ کو کسی حکومت، کسی ملک کی حکومت پر قبضہ کرنے میں نہ کوئی دلچسپی ہے اور نہ یہ ہمارا مقصد ہے۔ کیونکہ ہمیں آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق نے جو راہ دکھلائی ہے وہ مادی ملکوں کے حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ روحانی بادشاہت کے حصول کے لئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا تاج ہے جس کا حصول ہمارا مقصود ہے۔

(خطبہ جمعہ 8؍اکتوبر 2010ء)

❁......آپ فرماتے ہیں:

’’اور پھر اب آپ کے بعد یہ عہد خلافت احمدیہ کے ساتھ بھی ہے۔ ہمیں نبھانا ہوگا کہ ہر معروف فیصلہ جو خلیفۂ وقت دے گا وہ مانوں گا۔ اور جب خلافت پر یقین ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا انعام ہے تو خلافت کی طرف سے کیا گیا ہر فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق اور معروف فیصلہ ہی ہوگا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10؍اکتوبر 2010ء)

اللہ تعالیٰ سب کو خلافت احمدیہ سے ہمیشہ وابستہ رہنے اور خلیفۂ وقت کی طرف سے ملنے والی ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں
مسجد محمد (شہر لینڈی Lindi) کا افتتاح

(رپورٹ: عابد محمود بھٹی۔ مبلغ سلسلہ مٹوارا اور لینڈے ریجنز (تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ تنزانیہ کو شہر لینڈی (LINDI) میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ مورخہ 23/ اکتوبر 2012ء کو اس مسجد کا افتتاح ایک شاندار تقریب کے ساتھ ہوا۔

گزشتہ سال مورخہ 12/ جون 2011ء کو مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب، امیر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ تنزانیہ نے اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ سنگِ بنیاد کے وقت احمدی احباب کے ساتھ ساتھ بعض غیر از جماعت افراد بھی موجود تھے اور تمام حاضرین نے سنگ بنیاد رکھے جانے کے وقت رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم کی دعا پڑھی۔ سنگ بنیاد کی اینٹیں مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر جماعت تنزانیہ، مکرم محمد افضل بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ مٹوارا اور لینڈی ریجنز (حال ٹانگا ریجن) خاکسار عابد محمود بھٹی مبلغ سلسلہ رُوُوما ریجن (حال مٹوارا اور لینڈی ریجنز) مکرم محمد اقبال ڈار صاحب آف یوکے اور مکرم سعید صاحب ریجنل صدر جماعت نے رکھیں۔ سنگ بنیاد کی تقریب ختم ہونے پر حاضرین کو ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

مسجد محمد لینڈی (تنزانیہ۔ مشرقی افریقہ)

بعدازاں مسجد کی تعمیر کا کام جاری رہا اور اکتوبر 2012ء کو تعمیر کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے افتتاحی تقریب میں ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب سمیت بہت سے غیر از جماعت افراد نے شرکت کی جن کی تعداد ڈیڑھ صد سے زائد تھی۔ محترم ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب اس تقریب میں بطور مہمانِ خصوصی مدعو تھے جو دو گھنٹے سے زائد جاری رہنے والی اس تقریب میں شریک رہے۔

افتتاحی تقریر میں مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر جماعت احمدیہ تنزانیہ نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور جماعت کا مختصر تعارف کروایا۔ آپ نے حاضرینِ تقریب کے سامنے جماعت احمدیہ کی انسانیت سے محبت اور پُر امن تعلیم اور جماعت احمدیہ کا ماٹو ''محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں'' پیش کیا۔ نیز بتایا کہ جماعت احمدیہ کا مساجد کے قیام اور تعمیر کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے خالق کی عبادت کرسکیں اور مساجد کے ذریعے اسلام کا امن، بھائی چارے اور محبت کا پیغام لوگوں تک پھیلے۔ آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی مساجد دنیا میں جہاں کہیں بھی ہیں اسلام کی امن، پیار اور محبت کی حسین تعلیم کو دنیا میں اجاگر کرنے اور پھیلانے میں کوشاں ہیں اور کوشاں رہیں گی۔

امیر صاحب نے کہا کہ گو کہ یہ مسجد جماعت احمدیہ نے تعمیر کی ہے لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ یہاں صرف احمدی ہی عبادت کر سکتے ہیں بلکہ یہ مسجد ہر اُس انسان کے لیے ہے جو خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنا چاہتا ہے وہ پوری آزادی کے ساتھ اس مسجد میں اپنے رب کو یاد کرسکتا ہے۔

ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب کے تاثرات:

محترم ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب نے اپنی تقریر میں سب سے پہلے جماعت احمدیہ اور انتظامیہ کو اس خوبصورت مسجد کی تعمیر پر مبارک باد دی اور پھر انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا کہ اس اہم موقع پر اُن کو مہمانِ خصوصی کے طور پر شریک ہونے کا موقع دیا گیا ہے۔

کمشنر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں جماعت احمدیہ کو کافی عرصہ سے جانتا ہوں اور یہ کہ جماعت احمدیہ ایک علم دوست اور امن پسند جماعت ہے اور یہ کہ جماعت احمدیہ کی امن پسندی کی تعلیم ہم سب کے لیے قابلِ تقلید ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جماعت احمدیہ کا پیغام ''محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں'' دراصل اسلام کی حقیقی تعلیم ہے اور میں خوش ہوں کہ جماعت احمدیہ اس پیغام کو سمجھ کر اس تعلیم کو لوگوں تک پہنچانے میں کوشاں ہے۔ آخر پر انہوں نے دوبارہ شکریہ ادا کرتے ہوئے اس دعا کے ساتھ اپنی تقریر ختم کی کہ ''میری دعا ہے کہ یہ مسجد ہم سب کو امن اور پیار اور محبت کی راہوں پر چلانے میں بنیادی کردار ادا کرنے والی ہو''۔

میڈیا کوریج:

اس تقریب میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے لوگ بھی شامل ہوئے اور شروع سے لے کر آخر تک بڑی دلچسپی سے اس تقریب کی ریکارڈنگ کرتے رہے اور تقریب کے اختتام کے بعد مختلف معلومات بڑی دلچسپی سے اکٹھی کرتے رہے اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اس افتتاحی تقریب کو بڑے پیمانے پر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں کوریج ملی۔ تنزانیہ کے نیشنل ٹی وی چینل TBC سمیت نیشنل ریڈیو TBC1، ٹی وی چینل TEN، ریڈیو SAFARI، ریڈیو CAUSE DAR FM، انگریزی اخبار THE CITIZEN، ایک اور انگریزی اخبار THE GUARDIAN اور سواحیلی اخبار MAJIRA نے افتتاح کی تقریب کو کوریج دی اور خبریں نشر کیں۔ اسی طرح انٹرنیٹ پر بھی مختلف BLOGS میں مسجد کے افتتاح کی خبریں نشر ہوئیں۔ الحمد للہ

اس مسجد کی تعمیر پر کل تقریباً 30 ہزار پاؤنڈز (برطانوی) کا خرچ آیا ہے۔ اور اس خرچ کا کثیر حصہ (20 ہزار پاؤنڈز) ایک مخلص احمدی مکرم محمد اقبال ڈار صاحب (آف یوکے) نے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی قربانی کو قبول کرتے ہوئے موصوف کی عمر اور مال میں برکت دے۔ آمین

افتتاحی تقریب کے اختتام پر تمام حاضرین کو کھانا بھی پیش کیا گیا اور اس طرح یہ بابرکت تقریب جو کہ نعرہ ہائے تکبیر اور ''اسلام زندہ باد'' اور ''احمدیت زندہ باد'' کے نعروں سے شروع ہوئی تھی اپنے اختتام کو پہنچی۔ ہر چہرے پر مسرت اور خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو علاقے میں اسلام کی حسین تعلیم پھیلانے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بخش تعلیمات کے پرچار کا موجب بنائے۔ آمین

یاد رہے کہ لینڈی شہر احمدیت کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہاں 1950ء کی دہائی میں جب مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب تبلیغ کرنے کے لیے پہنچے تو یہاں کے مکینوں نے آپ پر پتھر برسائے اور پکڑ کر ذبح کرنے کی کوشش کی لیکن چند شریف النفس لوگوں نے آپ کی جان بچائی اور آپ نے ایک قریبی گاؤں "MINGOYO" میں پناہ لی لیکن وہاں سے روانگی کے وقت آپ نے لوگوں سے کہا کہ چونکہ تم نے امام وقت کے پیغام کو جھٹلانے میں حد کر دی ہے اس لئے تم خدا تعالیٰ کو یہاں غضب کے ساتھ اترتا دیکھو گے۔ چنانچہ اس واقعہ کے ایک ہفتہ کے اندر اندر ایک خوفناک گرد باد یہاں سے گزرا جس نے شہر کے مکینوں اور مکانوں کو زبردست نقصان پہنچایا۔ اُس گرد باد (CYCLONE) کی دہشت آج بھی یہاں کے پرانے بزرگوں کو یاد ہے۔ آج اس شہر میں جماعت کی ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر جماعت کی فتح کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

بقیہ رپورٹ:
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ امریکہ
از صفحہ نمبر 14

دورہ کی پریس کوریج

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی لاس اینجلیز (امریکہ) میں آمد کا ذکر یہاں کے پرنٹ میڈیا میں ہوا ہے۔ کیلیفورنیا (California) کے ایک روزنامہ اخبار "Inland Valley Daily Bulletin" نے اپنی ویب سائٹ پر پانچ مئی 2013ء کو درج ذیل خبر دی۔

''احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ کا ویسٹ کوسٹ کا دورہ

Chino جنوبی کیلیفورنیا میں احمدیہ مسلم جماعت کے افراد بے چینی سے اپنے عالمی سربراہ کی آمد کے انتظار میں ہیں اور وہ ہفتہ کے دن آئیں گے۔ West Coast میں اپنے پہلے دورہ کے دوران حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایک ہفتہ سے زائد وقت کیلیفورنیا میں گزاریں گے۔ جس کا اکثر وقت مسجد بیت الحمید میں گزرے گا۔ جو Chino میں ہے جہاں وہ چھ صد سے زائد خاندانوں سے ملیں گے اور بعض خطابات اور ایڈریسز بھی کریں گے۔

ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر احمدیہ مسلم جماعت یو ایس اے نے کہا کہ ہمارے لئے یہ ایسے ہی ہے جیسے جنت زمین پر ہو۔ یہ اسلامی سلسلہ جس کی بنیاد 1889ء میں رکھی گئی دو صد سے زائد ممالک میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے افراد کروڑوں میں ہیں۔ احمدیہ ویب سائٹ کے مطابق ان کا موجودہ مرکز برطانیہ میں ہے۔ احمدیہ جماعت وہ واحد اسلامی جماعت ہے جو ایمان رکھتی ہے کہ وہ مسیح جس کا دیر سے انتظار تھا وہ مرزا غلام احمد کی شخصیت میں ہندوستان میں آچکا ہے اور جس نے 23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

مسجد بیت الحمید کے امام شمشاد احمد ناصر صاحب نے کہا: ہم اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتے ہیں اور اب پانچویں خلیفہ ہمارے پاس آرہے ہیں اور ہم ان کی برکات سمیٹنے کے لئے تیار ہیں۔ دوسرے اب تک اپنے مقدس وجود کے انتظار میں ہیں لیکن ہمارا مقدس وجود آچکا ہے اور یہ ہمارے لئے بہت خوش قسمتی کی بات ہے۔ جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہفتہ کے دن لاس اینجلیز انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر پہنچیں گے جہاں سے وہ Chino کے علاقہ میں مسجد بیت الحمید آئیں گے۔ خلیفۃ المسیح کی آمد کی تیاری میں جماعت کے افراد دن رات کام کر رہے ہیں اور سینکڑوں لوگ ان کے انتظار میں ہیں اور وہ نظمیں، حمد اور ترانے پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔

اگلے ہفتے خلیفۃ المسیح جماعت کے خاندانوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھیں گے اور جمعہ کے دن دو بجے خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے جو یہاں سے دنیا بھر میں MTA پر Live نشر ہوگا۔

11 مئی کو جماعت احمدیہ کی طرف سے Beverly Hills کے ایک ہوٹل میں ایک Reception کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں بہت سارے اہم مہمان شامل ہوں گے جن کی تعداد اڑھائی صد سے زیادہ ہے۔ خلیفۃ المسیح اس تقریب میں مسلم دنیا میں Extremism کو مدّنظر رکھتے ہوئے اس موضوع پر خطاب کریں گے کہ اس انتہا پسندی کو کیسے روکا جاسکتا ہے اور یہ بھی بتائیں گے کہ لوگ کیوں ان راستوں پر چلتے ہیں۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا امریکہ کا یہ تیسرا دورہ ہے۔ قبل ازیں انہوں نے 2008ء اور 2012ء میں East Coast کا دورہ کیا تھا۔ جماعت احمدیہ کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' ہے۔''

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0092 47 6212515
0044 20 3609 4712

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13 مارچ 2010ء میں مکرم قدیر احمد طاہر صاحب معلم وقف جدید کے قلم سے محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب ہر پہلو سے نافع الناس وجود تھے۔ آپ صوفیاء کی سرزمین یعنی اہالیان سندھ کے لئے ایک تحفۂ خداوندی تھے۔ آپ نہ صرف ایک کامیاب ڈاکٹر تھے بلکہ خدمت خلق کرنے والے ایک پُرجوش اور کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے۔ آپ نے ایک سادہ سے کلینک سے اپنی پریکٹس کا آغاز کیا اور اپنی زندگی میں ہی اس کو ایک بہت بڑے اور جدید ہسپتال کی شکل میں ڈھال لیا جس میں ہر قسم کے جدید آلات اور آپریشن تھیٹر تک موجود ہے۔ (آپ کی وفات تک ہسپتال کی توسیع کا کام جاری رہا۔)

خاکسار ایک دفعہ ایک مریض کو لے کر آپ کے پاس پہنچا، کافی رش تھا خاکسار نے ایک پرچی پر اپنا نام اور آنے کی وجہ لکھ کر آپ کے کمرہ میں بھجوائی تو محترم ڈاکٹر صاحب نے فوراً خاکسار کو مریض کے ساتھ کمرہ میں بلالیا مکمل چیک اَپ کرنے کے بعد دوائیاں لکھ کر دیں۔ خاکسار نے بتایا کہ یہ غریب آدمی ہے تو اپنے میڈیکل سٹور پر فون کرکے ہمیں کہا جا کر دوائی لے لیں اور پھر خود ہی پوچھنے لگے کہ ان کے پاس کرایہ ہے؟ خاکسار نے اثبات میں جواب دیا تو پھر مطمئن ہوگئے اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

محترم چوہدری ناصر احمد واہلہ صاحب امیر ضلع عمرکوٹ نے بتایا کہ ان کے والد صاحب بیمار ہوگئے۔ اُس دن محترم ڈاکٹر صاحب کو جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لئے روانہ ہونا تھا، جب ڈاکٹر صاحب کو بتایا تو کہنے لگے کہ میں نے اڑھائی بجے دوپہر نکلنا ہے اس سے پہلے ان کو لے کر آجائیں۔ جب ہم مریض کو لے کر پہنچے تو ڈاکٹر صاحب ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ والد صاحب کو دیکھ کر ہسپتال فون کیا کہ فلاں فلاں ٹیسٹ کرکے مجھے بتائیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ سفر پر روانہ ہوگئے۔ ہم نے ہسپتال جاکر ٹیسٹ کرائے تو محترم ڈاکٹر صاحب نے ٹرین میں سفر کے دوران فون کرکے ہسپتال کے ڈاکٹرز سے ٹیسٹوں کے متعلق پوچھا اور دوائیں بتائیں اور جلسہ سالانہ کے تینوں دن صبح کے وقت ہمیں اور ڈاکٹر صاحبان کو فون کرکے صورت حال پوچھتے اور ہدایات دیتے رہے۔

اس قسم کے اَن گنت واقعات ہیں کہ آپ اپنے مریضوں کے فون نمبرز اپنی جیب میں ڈالے رکھتے اور ان کے علاج معالجہ کی فکر میں رہتے۔ محترم واہلہ صاحب نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک غیراز جماعت دوست (مجید نامی) کو محترم ڈاکٹر صاحب کے پاس بھجوایا۔ وہ ہارٹ کا مریض تھا اور اس کی اینجیوگرافی ہونی تھی۔ ابتدائی دوائی دینے کے بعد مریض سے کہنے لگے میں ربوہ جارہا ہوں اگر آپ بھی ربوہ آجائیں تو میں اپنی نگرانی میں اور کم خرچ پر آپ کا علاج کرادوں گا۔ وہ مریض جمعہ کے دن دارالضیافت ربوہ پہنچ گیا اور ہفتہ کے دن صبح 7 بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ گیا تو وہاں محترم ڈاکٹر صاحب کو اپنا منتظر پایا جنہوں نے نہایت ہی کم خرچ میں اور اپنی نگرانی میں علاج کرایا اور ساتھ ہی ایک مہمان کی زیارت مرکز بھی کرادی۔

ہمارے پڑوس میں ایک غیراز جماعت سندھی دوست سائیں بخش خاصخیلی رہتے ہیں جو علاج کی غرض سے محترم ڈاکٹر صاحب کے پاس جایا کرتے تھے اور اس طرح ان کی ڈاکٹر صاحب سے ذاتی واقفیت ہوگئی۔ وہ ہارٹ کے مریض تھے۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب ان کو کہنے لگے کہ اب آپ کا صرف ایک ٹیسٹ رہتا ہے جو کراچی سے ہوگا اور اس ٹیسٹ کی فیس سولہ ہزار روپے ہے اور آپ اگر آج اندراج کروائیں تو ایک ماہ بعد ٹیسٹ کے لئے آپ کی باری آئے گی، آپ اپنا فون نمبر مجھے دے جائیں میں بھی کچھ کوشش کروں گا۔ دوسرے تیسرے دن محترم ڈاکٹر صاحب نے خود مریض کو فون کیا کہ میں نے آپ کے ٹیسٹ کے لئے وقت لے لیا ہے۔ ایک ہفتہ کے اندر ٹیسٹ ہوجائے گا اور آپ کی فیس بھی کم کرکے 3000 روپے کروادی ہے۔ جب محترم ڈاکٹر صاحب کی شہادت ہوئی تو اس دن یہ شخص بھی اپنے مسیحا کو یاد کرکے رو رہا تھا۔

محترم ڈاکٹر صاحب کا وجود انسانی شکل میں رحمت کا فرشتہ تھا۔ آپ کے چہرہ کی مسکراہٹ ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنالیتی۔ ایک ہی دفعہ ملنے والا اعلانیہ طور پر اقرار کرتا کہ آپ سب سے زیادہ اُسے پیار کرتے ہیں۔ جسمانی مریض ہوں یا روحانی مریض آپ کی بات سننے کے لئے ہمیشہ بیتاب رہتے۔ جب آپ بولتے تو سامعین انتہائی احترام کے ساتھ ہمہ تن گوش رہتے۔

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب اکثر فری میڈیکل کیمپس لگایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن عمرکوٹ شہر کے نزدیک ایک گاؤں رئیس امید علی لاشاری کی گوٹھ میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ دیگر اضلاع سے بھی ڈاکٹرز بلائے ہوئے تھے۔ میڈیکل کیمپ وڈیرے کے ڈیرہ پر تھا۔ نماز جمعہ کے لئے احمدی ڈاکٹرز تیاری کرکے جب قریبی مسجد میں جانے لگے تو میزبان نے بتایا کہ ہم نے آپ کے لئے نماز جمعہ کا انتظام اپنے گھر میں ہی کیا ہوا ہے حالانکہ میزبان خود احمدی نہیں تھے۔ چنانچہ وہاں کی اکثر آبادی نے محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی معیت میں نماز جمعہ ادا کی۔ دراصل محترم ڈاکٹر صاحب کے گرویدہ لوگ ہر جگہ ملتے تھے اور اُن کی محبت دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوجاتا تھا کہ یہ علاقہ احمدیوں کا ہے یا غیروں کا۔

ایک معزز ہندو نے محترم ڈاکٹر صاحب کا ذکر کرتے ہوئے بڑا جذباتی ہوکر کہا کہ ہم ہندو لوگ دیوتا کی پوجا کرتے ہیں اور ڈاکٹر منان صدیقی ہمارے لئے ’’دیوتا‘‘ کی جگہ پر تھا اور کہنے لگے ہمیں بڑا یقین ہے کہ وہ جنت میں بڑے آرام سے رہ رہے ہیں۔ ایسے مذہب کا آدمی جس کا جنت دوزخ کا تصور بالکل مختلف ہے وہ محترم ڈاکٹر صاحب کو ’’بَلْ اَحْیَاءٌ‘‘ کا مصداق قرار دے رہا تھا۔

محترم ڈاکٹر صاحب ہر طبقہ کو دعوت الی اللہ کرتے۔ آپ کے ذریعہ ہزاروں سعید روحوں کو قبول حق کی توفیق ملی۔ ہمیشہ کوشش کرتے کہ زیادہ سے زیادہ مہمان دوستوں کو زیارتِ مرکز کرائی جائے۔ ایک دفعہ عید کے موقع پر آپ تقریباً 15 مہمان دوستوں کے وفد کو لے کر ربوہ پہنچے۔ عید کا موقع ایسا ہوتا ہے کہ ہر آدمی اپنے بیوی بچوں میں یہ خوشی کے لمحات گزارنے کی جستجو کرتا ہے مگر محترم ڈاکٹر صاحب کی حقیقی خوشی یہی تھی کہ ان روحانی بیماروں کی شفایابی کے لئے کچھ کیا جائے۔ واپسی پر آپ بڑے خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عید کی چھٹیوں میں بھی دعوت الی اللہ اور پیغام حق پہنچانے کا انتظام کردیا۔ آپ چونکہ امیر ضلع بھی تھے آپ کی ہر میٹنگ دعوت الی اللہ سے شروع ہوتی اور دعوت الی اللہ پر ہی اختتام پذیر ہوتی۔

محترم ڈاکٹر صاحب کا خلافت کے ساتھ ایک قابل رشک اور قابل تقلید تعلق تھا۔ اپنے پیارے امام کی ہر آواز پر لبیک کہتے۔ اگر کسی میٹنگ یا موقع پر یہ بات ہوتی کہ یہ کام مشکل ہے تو فوراً کہتے کہ جب امام وقت نے کہہ دیا ہے تو پھر اس میں مشکل کیسی؟ اور فرماتے کہ یہ کام ہوکر ہی رہے گا۔ آپ کی زندگی کا مطمح نظر یہی تھا کہ ’’سب سے پہلے احمدیت‘‘۔ ایک دفعہ عید کے موقع پر آپ ایک غیراز جماعت دوست کو عید ملنے گئے جو ایک بہت بڑے سیاسی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ نے اسے عید کے تحفہ کے طور پر جماعتی CD پیش کی اور پیغام حق پہنچایا۔

احمدی طلباء میں علمی ذوق پورا کرنے کے لئے آپ نے اپنے والد محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب سے منسوب ایک تعلیمی ایوارڈ بھی شروع کیا ہوا تھا جس میں پوزیشن ہولڈرز احمدی طلباء وطالبات کو سند امتیاز، شیلڈ اور نقد انعامات دیتے۔

ہمیشہ آپ کو فکر ہوتی کہ ضلع کی تمام جماعتوں کے چندہ جات وقت پر سو فیصد ادا ہوں۔ خصوصاً تحریک جدید اور وقف جدید کے بارے میں آپ بہت کوشش اور محنت کرتے۔ آپ ذاتی طور پر بھی صف اوّل کے بہترین مجاہدین میں سے تھے اور احباب جماعت کو بھی ہمیشہ تحریک جاری رکھتے۔ آپ نے ایک دفعہ ایک میٹنگ میں اظہار فرمایا کہ ہمارا ضلع تحریک جدید میں پہلے ایک دو نمبروں پر آجائے۔ جبکہ اوّلین دس اضلاع میں تو تقریباً یہ ضلع ہمیشہ ہی رہتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کی تکمیل کے سامان بھی اس طرح پیدا کردیئے کہ تحریک جدید کے سال 08-07ء میں جب کہ آپ کی قربانی کو چند ہفتے ہی ہوئے تھے۔ تو اس وقت ضلع میرپورخاص کی دوسری پوزیشن تھی۔ اس وقت اس بات کا بہت چرچا ہوا کہ محترم ڈاکٹر صاحب کی کوششیں آپ کی قربانی کے بعد بھی اپنی تاثیرات دکھلا رہی ہیں اور من حیث الجماعت ضلع بھر کے احمدی محترم ڈاکٹر صاحب کی بلندیٔ درجات کے لئے تہہ دل سے دعائیں کررہے تھے۔

ان تمام تر خوبیوں اور نمایاں اخلاق کے ساتھ ساتھ محترم ڈاکٹر صاحب ایک اچھے مہمان نواز بھی تھے۔ بڑی بڑی دعوتیں کرتے، علاقے کی نمایاں اور اہم شخصیات کو بلاتے اور پیغام حق پہنچاتے۔ رمضان المبارک میں افطار ڈنر کے طور پر اور پھر عید کے موقع پر بھی بہت اچھی دعوت کا اہتمام کرتے۔ ہر واقف زندگی کو دعوت پر بلانے والوں میں سرفہرست رکھتے۔

آپ کے بارے میں علاقہ بھر کے لوگ برملا اظہار کرتے ہیں کہ ایسا انسان صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پیاروں میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

محترم امان اللہ خان بلوچ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13 مارچ 2010ء میں مکرمہ ص۔ امان صاحبہ نے اپنے والد محترم امان اللہ خان بلوچ صاحب کا ذکر خیر کیا ہے جو 19 دسمبر 2008ء بروز جمعۃ المبارک صرف 48 سال کی عمر میں حرکتِ قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئے۔

محترم امان اللہ صاحب پیدائشی احمدی نہیں تھے۔ تقریباً 20 سال دارالصدر ربوہ میں رہائش رکھنے کے بعد جب اُن کا دل مکمل طور پر جماعت کی طرف مائل ہوگیا تو 1999ء میں انہوں نے بیعت کی۔ باقی سارا خاندان جماعت کا شدید مخالف تھا۔ ابتدا میں آپ لالیاں میں بسوں میں کنڈیکٹری کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد لالیاں کے بس سٹینڈ کے مینجر بن گئے اور بیس سال یہی کام کیا۔ اسی دوران ربوہ میں آپ کی شادی ہوگئی تو آپ ربوہ میں ہی مقیم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیوں سے نوازا۔

جب آپ احمدی ہوگئے تو گھر والوں نے مخالفت کی انتہا کردی اور احمدیت پر قائم رہنے کی صورت میں جائیداد میں حصہ دینے سے بھی انکار کردیا۔ دوسری طرف احمدی ہونے کی وجہ سے ملازمت سے بھی برطرف کردیئے گئے۔ پریشانیوں نے اتنا گھیر لیا کہ آپ کے دائیں جانب فالج کا حملہ ہوگیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شفا عطا فرمادی اور آپ کی ملازمت کا مسئلہ بھی اس طرح حل فرمادیا کہ حفاظت مرکز کے تحت فرائض ادا کرنے لگے۔ جماعت کی خدمت کرنے کا بے حد شوق تھا۔ ڈیوٹی پر وقت مقررہ سے پہلے ہی پہنچ جاتے۔ نہایت ملنسار، خوش اخلاق اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ سب سے اپنائیت اور چاہت سے ملتے اور اپنا گرویدہ بنالیتے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 فروری 2010ء میں شائع ہونے والی مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

دِل کی دھڑکن میں، تمناؤں میں وہ بستے ہیں
ہاں اسی کیف میں سب شام وسحر کٹتے ہیں
ہر طرف پیار کی خوشبو سی بکھر جاتی ہے
ایک مُسکان لئے جب بھی وہ لب ہلتے ہیں
وہ کہ اک شخص ہے شاداب بہاروں جیسا
جس کے چہرے پہ محبت کے کنول کھلتے ہیں
کتنے فیضان ملے ہم کو خلافت کے طفیل
ورنہ یہ لعل و گہر اور کہاں ملتے ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
31st May 2013 – 6th June 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 31st May 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Huzoor's Tour Of Scandinavia: Featuring Huzoor's arrival in Denmark in 2005.
02:00 Rabwah Ke Shab-o-Roz
02:40 Japanese Service
02:55 Tarjamatul Qur'an Class: Rec. 16/09/1996
03:55 Shotter Shondhane
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Qur'an
06:50 The Life Of Hadhrat Khalifatul Masih IV
07:55 Siraiki Service
08:25 Rah-e-Huda
09:55 Indonesian Service
10:55 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:35 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Seerat-un-Nabi (saw)
13:45 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
14:00 Yassarnal Qur'an
14:30 Live Shotter Shondhane
16:35 Friday Sermon [R]
17:40 Yassarnal Qur'an
18:05 MTA World News
18:25 Huzoor's Tour Of Scandinavia [R]
19:15 Real Talk
20:20 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:00 Friday Sermon
22:15 Rah-e-Huda [R]

Saturday 1st June 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:35 Yassarnal Qur'an
01:00 The Life Of Hadhrat Khalifatul Masih IV
02:10 Friday Sermon: Recorded on 31st May 2013
03:20 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
03:55 Shotter Shondhane
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al Tarteel
07:00 The Life Of Hadhrat Khalifatul Masih V
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time
09:00 Question And Answer Session: Part 1, recorded on 25th October 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on 31st May 2013.
12:15 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:25 Al Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Live Shotter Shondhane
16:15 Live Rah-e-Huda
17:45 Al Tarteel
18:15 World News
18:35 The Life Of Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
19:40 Faith Matters
20:40 International Jama'at News
21:10 Rah-e-Huda
22:45 Story Time
23:05 Friday Sermon [R]

Sunday 2nd June 2013

00:20 MTA World News
00:40 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
01:00 Al Tarteel
01:30 Jalsa Salana Germany Address: Recorded on 2nd June 2012
02:25 Story Time
02:45 Friday Sermon: recorded on 31st May 2013
03:55 Shotter Shondhane
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Qur'an
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Rec. 26/02/2011
08:15 Faith Matters
09:15 Question and Answer Session: Rec. 10/10/1998
10:00 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 13th July 2012.
12:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an
12:50 Friday Sermon: Recorded on 31st May 2013.
14:00 Live Shotter Shondhane
16:15 Kids Time
17:00 Live Beacon Of Truth
18:05 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:35 Real Talk
20:40 Attractions Of Canada: Features winter activities available in Canada, including Snow tubing, ice skating and skiing.
21:10 Kasauti
21:50 Friday Sermon [R]
23:00 Question and Answer Session [R]

Monday 3rd June 2013

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40 Yassarnal Qur'an
01:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:15 Attractions Of Canada
02:45 Friday Sermon: recorded on 31st May 2013.
03:55 Shotter Shondhane
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Al Tarteel
07:00 Huzoor's Tour Of Scandinavia: Featuring Huzoor's visit to the Viking Museum in Denmark.
07:30 Innocence Of The Holy Prophet: Reply to the allegations made against the Holy Prophet (saw).
08:00 International Jama'at News
08:35 Islami Mahino Ka Ta'aruf
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat, Recorded on 6th April 1998.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon recorded on 15th March 2013.
11:00 Tamil Service
11:35 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood
12:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:15 Insight
12:40 Al Tarteel
13:10 Friday Sermon: Recorded on 10th August 2007
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Tamil Service
15:35 Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al Tarteel
18:00 MTA World News
18:20 Huzoor's Tour Of Scandinavia [R]
19:00 Innocence Of The Holy Prophet
19:30 Real Talk
20:30 Rah-e-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
23:00 Tamil Service
23:35 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday 4th June 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:30 Insight
00:50 Al Tarteel
01:30 Huzoor's Tour Of Scandinavia
02:30 Kids Time
03:00 Friday Sermon
04:00 Tamil Service
04:35 Islami Mahino Ka Ta'aruf
04:55 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 9th July 1996
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
07:00 Jalsa Salana Germany Address: Rec. 02/06/2012
08:00 Insight: recent news in the field of science
08:30 Attractions Of Australia: A documentary featuring a journey to central coast of Australia.
09:00 Question and Answer Session: Rec. 10/10/1998
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Translation of Friday Sermon recorded on 31st May 2013.
12:05 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30 Yassarnal Qur'an
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shomprochar
15:10 Spanish Service
16:00 Aao Kahani Sunain
16:30 Seerat-un-Nabi
17:15 Noor-e-Mustafwi
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 31st May 2013.
20:30 Insight: recent news in the field of science
21:00 Aao Kahani Sunain
21:30 Attractions Of Australia
21:55 Seerat-un-Nabi
22:30 Noor-e-Mustafwi
23:00 Question and Answer Session [R]

Wednesday 5th June 2013

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Qur'an
01:25 Jalsa Salana Germany Address
02:30 Attractions Of Australia
02:55 Noor-e-Mustafwi
03:20 Aao Kahani Sunain
04:00 Seerat-un-Nabi
04:45 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 5th September 1996
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40 Al-Tarteel
07:10 Jalsa Salana Germany Address: Recorded on 3rd June 2011.
08:10 Real Talk
09:10 Question and Answer Session: Recorded on 25th October 1996
10:10 Indonesian Service
11:10 Swahili Service
12:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on 21st September 2007.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
15:45 Faith Matters
16:45 Maidane Amal Ki Kahani
17:25 Al Tarteel
18:00 MTA World News
18:20 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30 Real Talk
20:35 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:10 Maidane Amal Ki Kahani
21:50 Friday Sermon [R]
22:50 Intikhab-e-Sukhan

Thursday 6th June 2013

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:20 Jalsa Salana Germany Address
02:20 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
02:55 Khilafat-e-Rashda
03:55 Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 10th September 1996
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
07:00 Huzoor's Tour Of Scandinavia: Features Huzoor's reception in Nasir Mosques in Denmark.
07:55 Beacon of Truth
09:00 Tarjamatul Qur'an class: Rec. 17/09/ 1996
10:00 Indonesian Service
11:05 Pushto Service
12:00 Tilawat
12:20 Yassarnal Qur'an
12:55 Beacon Of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on 31st May 2013.
15:00 Maseer-e-Shahindgan: Persian programme
15:40 Aaina
16:30 Tarjamatul Qur'an class [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35 Aania
21:15 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:15 Kasre Saleeb
22:50 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00, German service at 17:00 and repeat Shotter Shondhane 18:30 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 20 Friday 24 May, 2013 Issue No. 21

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(طارق حیات ۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر86)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’بتاؤ کہ کیا یہ اطاعت کا کام ہے کہ دشمن کا ایسا دشمن بنے کہ جب تک اسے پیس نہ لے اور تکلیف اور دکھ نہ پہنچالے صبر ہی نہ کرے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ انسانی فطرت میں یہ بات ہے کہ گالی سے مشتعل ہوجاتا ہے مگر اس سے ترقی کرنی چاہئے۔ جو دکھ دیتے ہیں انہیں سمجھو کہ وہ کچھ چیز نہیں اگر تم پر خدا راضی ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ ناراض ہے تو خواہ ساری دنیا تم سے خوش ہو وہ بے فائدہ ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو تو کامیاب نہیں ہوسکتے۔ خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پروا نہ کرو۔ ہر ایک جو اس وقت سنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتھیار دعا ہے اس لیے چاہئے کہ دعا میں لگے رہو۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 132 ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

قارئین الفضل کے لئے ماہ بماہ مرتب ہونے والی Persecution Report بابت ماہ نومبر و دسمبر 2012ء سے چند واقعات نہایت اختصار سے پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے پیارے امام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔

....

☆...... چک چٹھہ، ضلع حافظ آباد:

ضلع بھر میں جماعت کی مخالفت زوروں پر ہے۔ مانگٹ اونچا، ڈاہرانوالی اور اب چک چٹھہ نہ زندہ لوگ محفوظ ہیں اور نہ فوت شدگان۔ تازہ میتوں کو قبروں سے اکھاڑ کر سرراہ پھینک دیا جاتا ہے اور رات کے اندھیرے میں قبرستانوں میں گھس کر کتبات کی عبارات پر سیاہی پھیر دی جاتی ہے یا کتبات ریزہ ریزہ کردیئے جاتے ہیں۔

اب معاندین نے سیشن کورٹ میں رٹ دائر کی ہے اور پولیس افسران کو عرضیاں دی ہیں کہ احمدیوں نے چک چٹھہ میں اپنی عبادت گاہ بنا رکھی ہے جو ہو بہو مسلمانوں کی مسجد معلوم ہوتی ہے جس پر مسلمانوں کو شدید تحفظات ہیں۔ مسجد کے مینار گرائے جائیں اور مرکزی دروازہ پر بیت الذکر لکھوایا جائے تا کوئی مسلمان اس جگہ کو مسجد سمجھ کر غلطی سے نماز نہ ادا کرلے۔ اور دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اگر اگلے دو دن کے اندر ہمارے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو ہم جلسے کریں گے اور ریلیاں نکالیں گے اور تمام تر بدامنی اور بدانتظامی کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔

اس قدر فساد کے ماحول میں مقامی احمدیوں کی زندگی خطرات کا مرقع بن چکی ہے۔ مثلاً ایک احمدی بچے صبیح احمد ابن شفیق الرحمٰن صاحب کو ساتھی طالب علموں نے سکول میں زدوکوب کیا۔

مادر پدر آزاد ان نونہالوں نے اس احمدی بچہ کو گالیوں سے بھرا پرچہ بھی تھما دیا۔ اگلے دن پھر یہی تماشا جاری رہا۔ بعدازاں نامعلوم افراد نے بہلا پھسلا کر اس بچہ کو اغوا کرنے کی بھی کوشش کی گئی مگر یہ کوشش ایک احمدی نوجوان کے بروقت موقع پر پہنچ جانے کی وجہ سے ناکام ٹھہری۔ اس احمدی خاندان کی مشکلات بڑھتی ہی جارہی ہے۔ اقدام اغوا کی واردات کی رات سربراہ خانہ کے کلینک کے تالے توڑے گئے۔

☆...... چنیوٹ:

روزنامہ ’وقت‘ لاہور کے 9 نومبر 2012ء کے شمارہ کے مطابق ڈی سی او چنیوٹ نے ماہ محرم میں امن وامان کے قیام کی خاطر وزارت داخلہ پنجاب کی ہدائت پر 50 مولویوں اور ذاکروں کی ضلع بندی اور 23 کی زبان بندی کا حکم جاری کیا ہے۔ ان 73 فسادیوں میں بعض وہ نام ہیں جو کانفرنس اور جلسہ جلوس کے نام پر ربوہ میں داخل ہوکر وہ اودھم مچاتے اور ژولیدہ زبانی کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ!

اگر کوئی مفسد چنیوٹ میں شیعوں کے خلاف بولے تو حکومتی مشینری احکام جاری کردیتی ہے اور اگر یہی گندہ دہن لوگ آئے دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق تشریف لانے والے مسیح و مہدی کے خلاف اوباشانہ طرز عمل اختیار کریں تو سب ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔

☆...... فتویٰ:

پاکستان میں معاندین احمدیت غیر تعلیم یافتہ عوام کو مشتعل کرنے کا کوئی بھی موقع ضائع نہیں کرتے ہیں بلکہ نت نئے طریقے سوچتے رہتے ہیں نیز چودھویں صدی کے علماء کی حالت ہر ایک پر واضح ہے۔ حال ہی میں اشد مخالف عبدالرحمان باوا نے الاستفتاء کے نام سے محمد بن عبداللہ السبیل امام و خطیب مسجد حرام مکہ سعودی عرب کو خط لکھ کر جماعت احمدیہ کے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ امام کعبہ جو اپنے خطبہ حج میں ایمان و اتحاد کا درس دینے اور منافقت کی مذمت کے کلمات بولتے ہیں لیکن اختلافی امور پر امام کعبہ بھی بے بس معلوم ہوتے ہیں۔

یہ فتویٰ ایک کاغذ پر پرنٹ کرواکر ملتان اور دیگر شہروں میں تقسیم کیا جارہا ہے۔ قبل ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مرکزی شوریٰ نے اپنے ایک ورقہ فتویٰ پر مطالبہ درج کیا تھا کہ تمام احمدیوں کو تین دن کی مہلت ملنی چاہئے کہ وہ مسلم دنیا کے دیگر مسلمانوں کی طرح مسلمان بن جائیں۔ اور پھر جو احمدی تین دن کے اندر توبہ کرکے اسلام قبول نہ کریں اور مرتد ہی رہیں تو انہیں ایک قطار میں کھڑا کرکے قتل کردینا چاہئے۔ ان مرتدین کے آخری فرد کی زندگی تک یہ قتل و غارت جاری رہنی چاہئے۔

پاکستانی مولویوں کی حالت تو کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے، اب امام کعبہ پر قرض ہے کہ وہ امام مہدی کے خلاف فتاویٰ جاری کرنے کی بجائے خود کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ سے باہر ثابت کریں۔

☆...... کوٹ عبدالمالک، ضلع شیخوپورہ، 6 نومبر:

ڈاکٹر اشتیاق کا تعلق کالعدم لشکر طیبہ سے ہے، رات کے دس بجے احمدیہ مسجد کے چکر لگا تا رہا اور لوگوں سے پوچھ کر مکرم زاہد صاحب اور مقامی جماعت کے صدر مکرم ناصر صاحب کو ڈھونڈتا رہا۔ بعد ازاں دھوکہ سے مکرم زاہد صاحب کو رات کے اندھیرے میں شہر سے باہر لے جانے کی کوشش کی۔ نیز مکرم ناصر صاحب کی فیکٹری جاکر ان کے قتل کی گفتگو ہوتی رہی۔ احمدیوں کو پولیس کے پاس جاکر بیان دینے پر مجبور کیا گیا الغرض اس جماعت میں مقامی احمدیوں کو ہر لحاظ سے ہراساں کرنے کی کوشش جاری ہے۔

☆...... کراچی، 9 نومبر:

شہر قائد کراچی میں پے در پے شہادتوں کے بعد سے احمدیوں کی مشکلات روز افزوں ہیں۔ مثلاً ایک شخص بنام ڈاکٹر مرزا شکیل عالم بیگ احمدیہ مسجد آیا اور خود کو نومبائع ظاہر کرکے اندر جاکر نماز ادا کرنے کی کوشش کی۔ پوچھ گچھ کے دوران بتایا کہ وہ نارتھ ناظم آباد کا رہائشی ہے لیکن یہ شخص مقامی احمدیہ جماعت کے کسی ایک بھی عہدیدار کا نام بتانے سے قاصر رہا۔ مشتبہ جان کر خدام نے اس شخص کو مسجد کے اندر جانے سے روک دیا۔ بعدازاں یہ شخص قریبی دیوبندی مسجد پہنچ گیا جہاں سے ایک موٹر سائیکل والا اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

نیز احمدیہ مسجد میں صفائی کا کام کرنے والی ایک ہندو ملازمہ کو قریبی دیوبندی مسجد کے لوگوں نے روک کر دھمکایا کہ تم کیوں قادیانیوں کی مسجد میں کام کرتی ہو؟ ان قادیانیوں پر تو کسی بھی وقت حملہ ہوسکتا ہے۔ ان مفسدوں نے اس خاکروبہ سے پوچھا کہ احمدیہ مسجد کے اندر کتنا اسلحہ ذخیرہ ہے؟ وغیرہ وغیرہ

☆...... پشاور:

مکرم فاروق احمد صاحب شعبہ معدنیات میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیں۔ معاندین اس احمدی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، اشتعال انگیز لیف لیٹ پھیلا کر، نفرت کا پروپیگنڈا کرکے کردارکشی کی مہم شروع کردی ہے۔ ایک سرکولر کے ذریعہ مکرم فاورق صاحب کے سرکردہ افسران اور ماتحتوں کو ان الفاظ میں پیغام دیا گیا ہے کہ اے مسلمان بھائیو! اے اللہ کے نیک بندو! نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والو! تم تاریخ اسلام سے بخوبی آگاہ ہو کہ ہر دور میں کذّابوں نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا ہے اور حقیقی مسلمانوں کا استیصال کیا ہے۔ یہ ناپاک مہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی شروع ہوگئی تھی اور تا حال جاری ہے۔ یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں اور ان سازشیوں میں سے ایک ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں فاروق احمد قادیانی موجود ہے۔ جب تک یہ شخص نچلے عہدوں پر کام کرتا ہا تھا یہ خاموش رہا البتہ تب بھی خاموشی سے تبلیغ کرتا تھا لیکن جب سے اس کو ترقی ملی ہے یہ بہت سرگرم ہوگیا ہے۔ قادیانی اس سے کھلم کھلا ملتے ہیں اس کے ملعون ساتھی دروازہ بند کرکے اندر بیٹھ کر سازشیں تیار کرتے ہیں۔ معصوم اور سادہ لوح مسلمانوں کو تبلیغ کی جارہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

☆...... کوئٹہ، 7 دسمبر:

مکرم مقصود احمد صاحب کو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے بعمر 31 سال شہید کردیا۔ آپ صبح کے وقت اپنے بچوں کو سکول چھوڑنے گئے۔ راستہ میں دو آدمیوں نے راستہ روکا اور نہایت بیداری سے چار گولیاں مار کر شہید کردیا۔

یاد رہے کہ محض چار ہفتہ قبل ہی شہید مرحوم کے بھائی مکرم منظور احمد صاحب کو بھی اسی طرح شہید کردیا گیا تھا۔ اُن کے قاتلوں کا کچھ سراغ نہیں مل رہا لیکن صاف نظر آرہا ہے کہ ایک بھائی کے قتل کے بعد سرکار پاکستان کی بے توجہگی دیکھ کر قاتلوں نے اگلا وار کرنے میں کوئی روک محسوس نہ کی۔ شہید مرحوم کے پسماندگان میں بیوہ، ایک بیٹی اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ مکرم مقصود صاحب کو قریباً ایک سال قبل اغوا کیا گیا تھا اور ایک بہت بھاری رقم تاوان میں وصول کرکے رہا کیا گیا تھا۔ کوئٹہ میں احمدیوں پر پے در پے حملے بتا رہے ہیں کہ یہ دہشتگرد تنظیم بطور خاص احمدیوں پر ظلم ڈھا رہی ہے۔ یقیناً یہ دہشتگرد گروہ حاکم شہر سے ہرگز پوشیدہ نہ ہے۔

شہید مرحوم ایک اچھی شہرت کے حامل نوجوان تھے اور کسی سے بھی ذاتی لڑائی جھگڑا نہ تھا بس اس معصوم کا ایک ہی قصور تھا کہ وہ ایک مخلص اور نیک احمدی تھا:

بلوحِ تربتِ من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را بجز بے گناہی نیست تقصیرے

☆...... کوٹ عبدالمالک، ضلع شیخوپورہ، 9 دسمبر:

معاندین احمدیت اور مقامی پولیس نے مشترکہ کارروائی کرتے ہوئے شام پونے پانچ بجے مکرم غفار صاحب کی دوکان پر درج آیت قرآنی ’’وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن‘‘ اور ’’یَاحَیّ یَاقَیُّوْمُ‘‘ پر سیاہ سپرے کردیا۔

ایک باقاعدہ منصوبہ کے تحت تقریباً 200 معاندین پولیس والوں کو لے کر جلوس کی شکل میں اس احمدی کی دکان کے باہر جمع ہوگئے اور قرآنی آیات ختم کرنے کا مطالبہ کیا تب پنجاب پولیس کے اہلکاروں نے اپنے ہاتھ سے سیاہ سپرے کرکے قرآنی آیت مٹادی۔

یاد رہے کہ قبل ازیں اسی علاقہ میں پولیس اہلکاروں نے مکرم قمر الضیاء صاحب کی دکان کے معاملہ میں بھی یہ بدبختی سمیٹی تھی۔

پاکستان میں جھوٹ اور منافقت کو شیر مادر سمجھ کر نگلنے والوں سے سوال ہے کہ اگر یہی کام کوئی غیر مسلم کردے تو؟ کیا یہ بدبختوں والی کارروائی PP 295 C اور 153-A کے تحت قابل گرفت ہے یا نہیں؟ کیا سزائے موت کا قانون محض دوسروں کے لئے ہی ہے؟ **(باقی آئندہ)**